



# سرائل فضائل شعبان ورمضان

مع

## احکام الترمیم و بیعت الفدا



مکتبہ اسلامیہ  
دارالافتاء  
بیت العلوم و تحقیق  
لاہور

مکتبہ اسلامیہ لاہور  
شعبہ تبلیغ و ترویج دینی و اسلامیات  
لاہور

# رسائل فضائل شبانہ رمضان

## الحکمۃ السراج المبینۃ

اور محافل قدرتی مسکن کرنے کا بہت اور مخالفین کے اہم و شکوک کا مکمل ازالہ

صاحبزادہ سید شریف رضا

ام اے فاضل علوم اسلامیہ شامہ العالمیہ  
امیر مرکزی دارالعلوم حزب اوصاف ۵ لاہور



رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310

Tel: 042-37114729

Web: www.hizbulahnaf.com

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

نام کتاب ..... رسالہ فضائل شعبان و رمضان

مرتب ..... صاحبزادہ میر سید مصطفیٰ اشرف رضوی (ایم۔ اے)

ایمیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

پروف ریڈنگ ..... عبدالرحمن رضا قادری

صفحات ..... 136

کمپوزنگ ..... غلام یلین خاں

ناشر ..... شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ہدیہ ..... 100

ملنے کا پتہ

**رضوان کتب خانہ**

شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ، لاہور

فون: 042-37114729, 0300-8038838

**بقیضان کرم:**

فیضانِ نبوت، فضل الرحمن گنج مراد آبادی  
حضرت ابو سعید محمد زید علی شاہ غوثی شہیدی  
بانی مرکز کتب و نشر اشاعت حزب الاحناف لاہور

فیضانِ نبوت، فضل الرحمن گنج مراد آبادی  
حضرت علامہ ابوالبرکات سید محمد احمد قادری شہیدی  
بانی مرکز کتب و نشر اشاعت حزب الاحناف لاہور

فیضانِ نبوت، فضل الرحمن گنج مراد آبادی  
حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری شہیدی  
بانی مرکز کتب و نشر اشاعت حزب الاحناف لاہور

فیضانِ نبوت، فضل الرحمن گنج مراد آبادی  
حضرت علامہ سید مسعود احمد رضوی شہیدی  
بانی مرکز کتب و نشر اشاعت حزب الاحناف لاہور

**بقیضان نظر:**

صاحبزادہ میر سید مصطفیٰ اشرف رضوی  
ایمیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور



## فہرست

| صفحہ نمبر | عنوان   |
|-----------|---|
| 9         | فضائل شعبان مع احکام التراويح و لیلة القدر و الرمضان  |
| 9         | تعارف مصنف  |
| 14        | فضائل الشھان مع احکام التراويح  |
| 16        | منتخب کثر العمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے فرماتی ہیں                                       |
| 28        | رمضان کے روزوں کا کس قدر ثواب ہے اور رمضان کی کیا کیا فضیلت ہے                                      |
| 36        | وہ کیا باتیں ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے   |
| 37        | جن سے روزہ ٹوٹ جائے اور فقط قضا لازم آئے نہ کہ کفارہ وہ کیا ہیں                                     |
| 38        | وہ امور کتنے ہیں جن سے قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں  |
| 38        | روزہ کو قصد اتوڑنے کا کفارہ   |
| 39        | روزہ میں مکروہ کتنے امور ہیں اور کتنے جائز؟   |
| 40        | کسی حالت میں روزہ رکھ کر روزہ توڑنا جائز بھی ہے کہ جس توڑنے سے فقط قضا لازم ہو اور کفارہ لازم نہ ہو |
| 41        | مسائل تراویح  |
| 47        | احکام اعتکاف  |
| 51        | فضائل شب قدر  |
| 53        | بیان احکام عید الفطر  |
| 60        | احکام نماز عید  |
| 63        | فوائد متفرقة  |
| 65        | فضائل صلوة التیمم مع ترکیب  |

## فضائل شعبان المعظم

|     |  |
|-----|--|
| 69  | تعارف مصنف                                       |
| 70  | شعبان المعظم کے فضائل اور اس کے متعلق ہدایات     |
| 89  | شعبان کا روزہ اور چند رہیں شب شعبان کے فضائل     |
| 89  | مسلمانوں سے عاجزات التماس                        |
| 92  | اس شب میں نوافل پڑھنے کا بیان                    |
| 93  | آتش بازی حرام ہے                                 |
| 94  | ہدایات   |
| 95  | روشنی مساجد و محاسن کے متعلق ضروری فتوے          |
| 96  | اب آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت لیجئے        |
| 100 | رائل کمیشن کا بائیکاٹ (تاریخی نوٹ، برائے ریکارڈ) |
| 109 | کتاب الصوم روزہ کے مسائل                         |
| 110 | روزہ کی تعریف                                    |
| 111 | روزہ کے تین درجے                                 |
| 112 | روزے کب اور کس طرح فرض ہوئے                      |
| 113 | فضائل رمضان                                      |
| 115 | رویت ہلال  |
| 116 | مسائل سحری                                       |
| 116 | ضروری مسئلہ                                      |
| 117 | روزہ کی نیت                                      |
| 117 | روزہ کی حقیقت                                    |

# فضائل شعبان و احکام رمضان

## احکام التراويح و ليلة القدر

اور محفل قدر میں چہ سناں کرنے کا ثبوت اور غائبین کے لواہم کو شکر کا عمل زمانہ

تصنیف الطیف

خلیفہ تدریس الفضل الرحمن شیخ ملاذ آبادی  
حضرت ابو سعید محمد زید علی شاہ قادیانوی شہید  
بانی مرکز ترویج و اشاعت علوم و حلالہ لاهور

اجزاء

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف بنوری ایم سی  
ایم آر کی داس مشہور حزب و مطبعہ لاہور



رضوان کتب خانہ

گلج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310

Tel: 042-37114729

Web: www.hizbulahnaf.com

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

روزہ توڑنا گناہ ہے

روزہ کے مکروہات

ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا

روزہ کے مفسدات

روزہ کا فدیہ

روزہ کا کفارہ

صدقہ فطر

افطار

مسائل تراویح

احکام اعتکاف

لیلة القدر

جمعة الوداع

فضاء عمری

عید کی سنتیں

مباحات اور مستحبات

عید کی نماز کا وقت

نماز عیدین

کلمات تکبیر

ترکیب نماز عید الفطر

صدقہ فطر

شوال کے روزے



## تعارف مصنف

امام المحمد ثین حضرت علامہ مولانا

ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رضی اللہ عنہما

۲۲ رجب المرجب

## ولادت باسعادت

مرجع الفقہاء والمحدثین مولانا ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی  
۱۸۵۶/۱۲۷۳ء بروز پیر محلہ نواب پورہ الوری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے عم مکرم  
با خدا بزرگ مولانا سید شار علی شاہ اے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ  
کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:  
"بیٹی! تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو دسین مصطفوی کو روشن کرے گا اس  
کا نام دیدار علی رکھنا۔"

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا b تک پہنچتا ہے۔ آپ کے  
آباؤ اجداد مشہد سے ہندوستان آئے اور الوری میں قیام پذیر ہوئے۔

## تعلیم

آپ نے صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں الوری میں مولانا قمر الدین سے  
پڑھیں مولانا کرامت اللہ خاں سے دہلی میں درسی کتابوں اور دورہ حدیث کی  
تکمیل کی۔ فقہ و منطق کی تحصیل مولانا ارشاد حسین رام پوری سے کی سید حدیث



مَوْلَانِی صَلَّی وَسَلَّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِیْ شَرَحَیْ شَفَاعَتُهُ  
لِکُلِّ قَوْلٍ مِنْ الْأَهْوَالِ مُفَعِّمٌ  
وَالْفَرَقِینِ مِنْ عَرَبِ بَنِی عَمٍ  
فَإِنَّ مِنْ خُزُونِ الدُّنْيَا وَطَرْتِهَا  
وَمِنْ عَلَیْهِمْ عَلَمُ الدِّیْنِ وَالْفَتْحِ



رضوان کُتب خانہ

سنگھ پھنس روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310

Tel: 042-37114729

Web: www.hizbulnahaf.com

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے حاصل کی۔ حضرت شیخ الاسلام پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا وحسی احمد محدث سہرئی آپ کے ہم درس تھے۔

آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے مرید اور خلیفہ تھے سلسلہ چشتیہ میں حضرت مولانا سید علی حسین کچھوچھوی اور سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ مجاز ہوئے۔

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ اور صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے درمیان بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صدرالافاضل نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر کیا اور ملاقات کی رغبت دلائی۔ حضرت سید احمد شین نے فرمایا:

”بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے طبیعت سخت ہے۔“

لیکن حضرت صدرالافاضل دوستانہ روابط کی بناء پر بریلی شریف لے ہی گئے ملاقات ہوئی تو حضرت مولانا نے عرض کی حضور مزاج کیسے ہیں؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

”بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہوں طبیعت کا سخت ہوں۔“

کشف کی یہ کیفیت دیکھ کر مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے سر عقیدت نیاز مندی سے جھکا دیا اس طرح بارگاہ رضوی سے نہ نونے والا تعلق قائم ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ اور آپ کے قابل صد فخر فرزند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات ا کو تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت فرمائی اور اجازت و خلافت عطا فرماتے ہوئے تمام

اورداد و وظائف کی اجازت فرمائی۔ تکمیل علوم کے بعد ایک سال مدرسہ اشاعت العلوم رام پور میں رہے۔

۱۳۰۷ھ میں الور میں قوت الاسلام کے نام سے ایک دارالعلوم قائم کیا پھر لاہور تشریف لا کر جامعہ نعمانیہ میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۶ء میں علامہ مولانا ارشاد حسین رامپوری کے ایما پر آگرہ میں شاہی مسجد کے خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے اور مسجد وزیر خاں میں خطابت کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف قائم کی اور دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی جہاں سے سینکڑوں علماء فضلاء اور مدرسین پیدا ہوئے۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا دیہات ہوگا جہاں دارالعلوم حزب الاحناف کے فارغ التحصیل علماء دینی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔

حضرت کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں بے باکی اور حق گوئی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی مخالفتوں کے طوفان آپ کے پائے ثبات کو جنبش نہ دے سکے دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہ کر سکتی تھی علم و فضل کے تو گویا سمندر تھے کسی مسئلے پر گفتگو شروع کرتے تو گھنٹوں بیان جاری رہتا۔ سورۃ فاتحہ کا درس ایک سال میں ختم ہوا۔ آپ کے خلوص و ایثار زہد و تقویٰ سادگی اور اخلاقی عالیہ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ سہیت اور خفیت کے تحفظ اور فروغ کیلئے آپ نے نہایت اہم خدمات انجام دیں غازی کشمیر مولانا سید ابوالحسنات قادری ا صدر جمعیت علماء پاکستان (۱) اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ا آپ ہی کے فضل و کمال کے عکس جمیل ہیں آپ عربی اوردو اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے آپ کے



دیوان پیشگی کلام پر شاہد ہیں۔

ہندو پاک میں آپ کی انتھک تدریسی کاوشوں کی بدولت بیشتار تلامذہ نے آپ سے علوم دینیہ کی تعلیم پائی آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

- (۱) مولانا ارشاد علی الوری مرحوم
- (۲) مولانا رکن الدین الوری نقشبندی
- (۳) مولانا محمد اسلم جلال آبادی
- (۴) مولانا عبدالحق ولایتی
- (۵) مولانا عبد الرحمن ولایتی
- (۶) مولانا سید فضل شاہ (ہنجابی)
- (۷) مولانا فیض اللہ خاں ہوتی مردان
- (۸) مولانا محی الاسلام بہاولپوری
- (۹) مولانا عبد القیوم ہزاروی
- (۱۰) مولانا سید منور علی شاہ
- (۱۱) مولانا محمد رمضان بلوچستانی
- (۱۲) مولانا غلام محی الدین کافانی
- (۱۳) مولانا محمد رمضان بسیلہ سندھ
- (۱۴) مولانا شفیق الرحمن پشاور
- (۱۵) فضل حسین معین الدین پور سہرات
- (۱۶) مولانا عبد العزیز الگوں
- (۱۷) مولانا زین الدین الوری
- (۱۸) مولانا عبد القیوم الوری
- (۱۹) مولانا عبد الرحیم الوری
- (۲۰) مولانا عبد الجلیل جالندھری
- (۲۱) مولانا محمد غوث ملتانی۔
- (۲۲) مولانا محمد مہر الدین مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
- (۲۳) مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی ابانی و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور۔
- (۲۴) مولانا عبد العزیز بورے والا۔

آپ نے محققانہ تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے بعض تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) تفسیر میزان الادبیات (مقدمہ تفسیر سورہ فاتحہ)

(۲) ہدایۃ القوی در درو و روضہ فی

(۳) رسول الکلام

(۴) تحقیق المسائل

(۵) ہدایۃ الطريق

(۶) سلوک قادریہ

(۷) علامات و ہامیہ

(۸) فضائل رمضان

(۹) فضائل شعبان

(۱۰) الاستغاثۃ من اولیاء اللہ عین الاستغاثۃ من اللہ

(۱۱) دیوان دیدار علی قاری

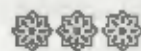
(۱۲) دیوان دیدار علی اردو

۲۲ رجب المرجب ۲۰ اکتوبر ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء کو اپنے رب کریم کے دربار میں حاضر ہوئے اور جامع مسجد سید دیدار علی شاہ اندرون دہلی دروازہ لاہور میں دفن ہوئے مولانا ابوالحسنات اسنے قطعہ تاریخ وصال کہا جس کا تاریخی شعر یہ ہے۔

حافظ پس سرکوبی اعداد شریعت

”دیدار علی یافتہ دیدار علی را“

۵۳ ۱۳





## فضائل شعبان مع احکام التراويح وليلة القدر والرمضان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہزار ہزار شکر اور حمد ہے انتہاء اس خالق اکبر کو سزاوار اور زیبا ہے جس نے اپنے حبیب اکرم، نبی مکرم کو سردار کل انبیاء کا بنایا اور دائرہ نبوت ان پر ختم فرمایا اور ہے انتہاء رحمتیں اس رحیم و کریم کے اس محبوب خدا، خاتم الانبیاء ﷺ آلہ البیت و صحبہ المقتدی پر نازل ہو جن کے طفیل سے اللہ جل شانہ نے ہم کو اپنے نعمت ہائے گونا گوں سے سرفراز اور ممتاز کیا اور میں تجلہ ان کے شعبان و رمضان وہ باہر کثرت میں ہم کو عطا فرمائے جن کی تمام مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اللہ جل شانہ ہم کو تمام امت مرحومہ کو توفیق عمل عطا فرمائے اور اس رسالہ سے جس کا نام "فضائل شعبان" ہے تمام مسلمانوں کو فیض یاب کرے اور مجھ ہیچ ممدان سے اس خدمت کو قبول فرمائے۔

وَمَا آتَا فَسَرُّهُ فِي الْمَقْصُودِ وَهُوَ نِعَمُ الْمَوْلَى وَنِعَمُ الْمَعْبُودِ  
وَفِي الْمُنْتَعَبِ عَنْ عَائِشَةَ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ فِي شَهْرَيْنِ الشَّيْءِ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ  
مِنْ شَعْبَانَ لِأَنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خَلَدْتُ مِنَ الْعَمَلِ  
مَنْطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَجْعَلُ حَتَّى تَعْمَلُوا وَإِنَّهُ كَانَ أَحَبَّ الصَّلَاةِ إِلَيْهِ  
مَا ذُوِيهِ عَلَيْهِ وَإِنْ قُلْتَ رَوَاهُ ابْنُ زُنَيْبٍ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ

امراة ذكروا لها أنها تصوم رجب فقالت ان كنت صائمة شهرًا لا  
مهالة فعليك بشعبان فإن فيه الفضل رواه ابن زنجويه عن أسامة بن  
زید رضى الله عنهما قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لم أرك  
تصوم من شهر من الشهور ما تصوم من شعبان قال ذاك شهر يغفل  
الناس عنه بين رجب ورمضان وهو شهر يرفع فيه الأعمال إلى رب  
العالمين فأحب أن يرفع عملي وأنا صائم عن أبي بكر بن أبي شيبة  
وإسن زنجويه مسند أبي يعلى وابن عاصم والباقر دي وأخرج الشيخ  
عبد الحق المحدث الديلمي رحمه الله عليه في ما ثبت بالسنة  
برواية ابن أبي الدنيا عن عطاء بن يسار قال إذا كان ليلة النصف من  
شعبان دفع إلى ملك الموت صحيفة فيقال أقبض من في هذه  
الصحيفة فإن العبد ليفرس الفراس وينكح الأرواح ويبنى البنان وأن  
اسمه قد نسيخ في الموتى وروى الديلمي عن أبي هريرة رضى الله  
عنه تقطع الأجال من شعبان إلى شعبان حتى أن الرجل لينكح ويولد له  
وقد أخرج اسمه في الموتى وعن أبي بكر الصديق رضى الله تعالى  
عنه عن النبي ﷺ قال ينزل الله تعالى إلى السماء الدنيا ليلة النصف  
من شعبان فيغفر لكل شيء إلا رجل مشرك أو في قلبه شحشاء رواه  
البيهقي وعن علي رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ إذا كان  
ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فإن الله ينزل فيها  
لغروب الشمس إلى السماء الدنيا فيقول ألا من مستغفر فأغفر له  
ألا من ستر ربي فأزوقه ألا من مبتلى فأعاقبه قال الشيخ رضى الله تعالى



عَنْهُ نَزُولُ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا يَكُونُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَكِنْ يَخْتَصِرُ  
بِالْقُلُوبِ الْآخِرَةِ وَلَا يَنْخَصِرُ ذَلِكَ فِي الْقُلُوبِ الْآخِرَةِ وَهَذَا مِنْ فَضْلِ  
هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَفِي الْحَدِيثِ أَنَّ اللَّهَ أَغْدَلِيْعِبَادِهِ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ عَطَاءً عَظِيمًا لَمْ  
يَعْلَمْنَا بِهِ لِقَوْلِهِ ﷺ لَا كَذَاخَفِي يَطْلُعُ الْفَجْرُ كَذَا قَالُوا وَعَنْ نَزُولِ  
الْبَكَايِ أَنْ عَلِيًّا خَرَجَ لَيْلَةً فِي النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَأَكْفَرَ الْخُرُوجَ  
فِيهَا يَنْظُرُ إِلَى أَسْمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ أَنْ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ لَيْلَةً فِي بَيْتِ  
هَذِهِ السَّاعَةِ فَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ السَّاعَةَ مَا دَعَا اللَّهَ  
فِيهَا أَحَدًا إِلَّا أَجَابَهُ وَلَا اسْتَغْفَرَهُ أَحَدٌ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ إِلَّا غُفِرَ مَا لَمْ يَكُنْ  
عِشَارًا أَوْ سَاحِرًا أَوْ كَاهِنًا أَوْ غَرِيقًا أَوْ شَرِيطًا أَوْ جَانيًا أَوْ صَاحِبَ كُؤُوبَةٍ  
أَوْ غَرِيطَةٍ قَالَ نَوَافِلُ الْكُؤُوبَةِ وَالْعَرِيطَةِ وَاطْبُورُ فِي حَدِيثٍ أَنَّ اللَّهَ لَيَطْلُعُ  
فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ حَلْقِهِ إِلَّا الْمُشْرِكِ أَوْ مُشَاحِنِ  
رَوَاهُ بْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَرَوَى  
سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ نَزَلَ اللَّهُ فِيهَا إِلَى السَّمَاءِ  
الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ كُلِّهِمْ إِلَّا الْمُشْرِكِ أَوْ مُشَاحِنِ أَوْ قَاطِعِ رَحِمِ  
وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ يَطْلُعُ اللَّهُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ  
لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا الْمُشْرِكِ أَوْ مُشَاحِنِ.

منتخب کنز العمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے فرماتی ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں بارہ مہینوں سے اس قدر زیادہ روزے نہیں  
رکھتے تھے جس کثرت سے شعبان میں روزے رکھتے تھے اور تقریباً پورے مہینے کے  
روزے رکھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے بقدر طاقت نیک عمل شروع

کرو۔ اللہ کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جب تک وہ اپنے اوپر لازم نہ کر لے  
اور اللہ کو وہ نماز (نفل) زیادہ پیاری ہے جو ہمیشہ بھائے کے کو کم ہو۔

ایک عورت رجب میں روزے رکھتی تھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
نے فرمایا ”اگر تجھ کو مہینے کے روزے رکھنے ہی ہیں تو شعبان کے رکھ کہ اس ماہ میں  
زیادہ فضیلت ہے“ یہ دونوں حدیث ابن زنجویہ سے منقول ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے  
رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں، میں نے روزے رکھتے  
نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان میں ہے،  
لوگ اس سے غافل ہیں، اس میں اعمال حضور جناب باری میں پیش ہوتے ہیں، میں  
چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزہ کی حالت میں پیش ہوں“

حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ و ابن زنجویہ اور مسند ابو یعلیٰ اور ابن ابی حاتم اور  
باہروی سے یہ حدیث منقول ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ”ما ثبت بالنسب“ میں بروایت ابن ابی  
الدنیاء عطاء بن یسار سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا:

”جب شعبان کی پندرہویں شب (جو چودہ تاریخ کے بعد آتی ہے) ہوتی  
ہے۔ اس شعبان سے اگلے شعبان تک مرنے والوں کا دفتر حضرت ملک الموت کو دیا  
جاتا ہے کہ اس سال فلاں فلاں وقت ان کی جان قبض کرنا پھر یہاں آدمی بھاہ کرتا ہے،  
مکان بناتا ہے حالانکہ اس سال کے مردوں سے ہوتا ہے۔“ اسی مضمون کی حدیث  
دیلمی سے منقول ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے



فرمایا کہ پندرہویں رات شعبان کو (جو چودھویں، پندرہویں تاریخ کے درمیان ہوتی ہے) اللہ جل شانہ آسمان کی طرف اُترتا ہے (یعنی تجلّی خاص فرماتا ہے) اور تمام بدکاروں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک کو اور جو دو مسکن آپس میں دلی بغض رکھیں وہ نہیں بخشے جاتے۔

فائدہ: لہذا ائمہ مسلمان سنی مقلد مرد و عورتوں کو لازم ہے کہ آپس میں جس طرح ممکن ہو، صلح کریں اور بغض دنیاوی دس میں نہ رکھیں۔ اس واسطے کہ بوجہ مخالفت دین اللہ کے واسطے بغض رکھنا تو عین ایمان ہے۔ مرزائی، چکرائی، وہابی، رافضی، خارجی، گاندھیوں سے بغض اللہ کے واسطے لازم ہے نہ کہ بوجہ دنیوی مخالفت کے۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”جب پندرہویں رات شعبان کی آئے، رات کو نفیس پڑھو اور پندرہویں تاریخ صبح کو روزہ رکھو اس واسطے کہ چودھویں کو آفتاب غروب ہوتے ہی آسمان کی طرف اللہ جل شانہ تجلّی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا، اُس کے گناہ بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ اس کو رزق دوں، ہے کوئی محتال، غلام، کہ عافیت دوں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بعد نقل احادیث مذکورہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوں تو ہر روز ہر نامہ بھلی تہ کی رات کو جب روایات صحیحہ یہ کرم اللہ کا ہوتا ہی رہتا ہے، مگر پندرہویں رات شعبان کو یہ کرم ساری ہی رات غروب آفتاب تک ہوتا رہتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ بے حد اس رات میں اللہ کا کرم ہوتا ہے۔

نوفل بکالی سے مروی ہے بروایت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہ پندرہویں رات شعبان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کثرت سے آسمان کی طرف مکان سے نکل نکل کر دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ داؤد علیہ السلام نے ایسی ہی گھڑی میں گھر سے نکل کر

آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس گھڑی میں جو اللہ سے کوئی مانگے اللہ قبول ہی فرماتا ہے اور جو بخش طلب کرے، اس کو اللہ بخش ہی دیتا ہے۔ اگر وہ ظالم، جھکی و دل اور چادو مگر اور بذریعہ شیاطین غیب کی باتیں بتانے والا اور چودھری کسی قوم کا یا حکم اور خفیہ پو لیس کا آدمی اور کر ایہ اوقاف کا دھوکا دہنے والا نہ ہو (اس واسطے کہ کثیر یہ لوگ ظلم اور حقوق العباد سے بہت کم بچ سکتے ہیں۔

لہذا بصورت عدم عدل و انصاف یہ نہیں بخشے جاتے) اور ڈھولک اور ستار طنبور بجانے والا اور جگاری بھی اس رات نہیں بخشا جاتا۔

اور سعد بن منصور، عطاء بن یسار رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ اس رات میں آسمان کی طرف توجہ خاص فرماتا ہے، اور اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے۔ سوا مشرک اور باہمی دنیوی بغض و کینے والے اور تعلق رشتے داری قطع کرنے والی کی بوجہ بخل یا دنیوی جھگڑوں کے اور یہی مضمون حدیث بیہقی کا ہے۔

اور نزہۃ المجالس میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ اپنے بندوں کو ماہ شعبان کے روزے رکھ کر رمضان کے واسطے پاک کرو، کوئی مومن شعبان کی کسی ہی تاریخ میں تین روزے رکھ کر کئی بار وقت افطار درود نہیں پڑھتا مگر اللہ اس کے سبب گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے رزق میں برکت کرتا اور فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ اللہ اس مہینے میں تین سو رحمت کے دروازے اپنے بندوں پر کھلے رکھتا ہے اور نیز نزہۃ المجالس میں ہے، بخوانہ قرائت کہ جبرائیل علیہ السلام شبِ برات یعنی پندرہویں شعبان کو میرے پاس آئے اور فرمایا کہ اے محمد ﷺ اس رات میں زیادہ عبادت میں کوشش کرو اس واسطے کہ اس رات میں حاجت پوری کی جاتی ہیں۔

یہ سن کر حضور رسالت ﷺ مصروف کوشش تھے کہ دوبارہ جبرائیل

حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اپنی اُمت کو یہ خوشخبری سنا دو کہ اللہ جل شانہ اس رات میں سوائے مشرک کے آپ کی تمام اُمت کو بخش دیتا ہے۔

پھر عرض کیا آسمان کی طرف دیکھئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جنت کے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اوّل دروازے پر ایک فرشتہ یہ منادی کر رہا تھا کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور دوسرے دروازے پر یہ آواز بندھ چکی کہ اس رات کے سجدہ کرنے والوں کو بشارت ہو اور تیسرے دروازے پر یہ صدیقی کہ اس رات کے دُعا مانگنے والوں کو مبارک باد اور چوتھے دروازے پر یہ صدیقی کہ خوف خدا سے اس رات کے رونے والوں کو بشارت اور پانچویں دروازے پر فرشتہ یہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں نیک عمل کرنے والوں کو نودہ اور چھٹے دروازے پر یہ صدائے کرم تھی کہ کوئی سائل ہے جس کا سوال پورا کیا جائے اور ساتویں دروازے پر یہ ندام مغفرت تھی کہ کوئی طالب مغفرت ہے کہ وہ بخش دیا جائے۔

میں نے کہا جبرائیل علیہ السلام سے یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ عرض کیا فجر تک۔

پھر کہا قبیلہ بنی کلب کی (جس سے زیادہ کوئی بھیڑ بکری نہیں رکھتا) بھیڑ بکریوں کے برابر اللہ جل شانہ اس رات میں جو آگ سے جلائے جانے والے عذاب میں مبتلا ہیں ان کو عذاب آتش سے آزاد فرماتا ہے۔

یہ کل مضمون نزہۃ المجالس کا ہے اور علاوہ نزہۃ المجالس کے حدیث مشکوٰۃ شریف میں بروایت ترمذی و ابن ماجہ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے ”نصف شعبان یعنی پندرہویں شب شعبان کو خداوند کریم آسمان دُنی کی طرف نزولِ خاص فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے با

لوں سے بھی زیادہ آدمیوں کو بخش دیتا ہے۔ اور آخر باب قیام رمضان مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بحوالہ ابن ماجہ اور عبد اللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے بحوالہ مسند احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

آنحضرت ﷺ سے کہ شب نصف شعبان یعنی پندرہویں شب شعبان کو اللہ جل شانہ نظرِ رحمت سے اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے اور تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے، سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جو کسی مسلمان سے کینہ رکھتا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے سو اے اس شخص کے جو کسی کو ناحق مار ڈالے۔

لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ پندرہویں شب شعبان سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کر کے جس میں باہم دشمنی ہو، مردہوں، خواہ مورعین باہم صلح کر کے باہم شہر و فکر ہو جائیں اور اپنے دلوں کو ہا ہی بخش و عداوت اور کینہ سے پاک کر لیں اور ایسی مستمرک رات کی فضیلتوں سے محروم نہ رہیں۔ نہیں معلوم کہ اگلے شعبان تک زندہ رہیں یا نہ رہیں اور چونکہ اس رات میں بسو جب تقاسیر معتبرہ اور رولہب صحیح ترقی رزق اور عقل قسط و ارزانی صحت و تندرستی موت اور بلا اور بامداد غیرہ جو کچھ اس سال میں مقدر ہے ہر شخص کے حق میں اس کے احکام ان فرشتوں کے نام جو ان کاموں پر معین ہیں، جاری ہوتے ہیں۔ کھیل کود، آتش بازی، فضول خرچی، اسراف بیجا میں مشغول رہ کر دُعا و دفعِ بلا و ترقی رزق اور طلبِ مغفرت اور دُعا و مغفرتِ اموات اور خیر و خیرات و دفعِ صدقات سے غافل نہ رہیں اور زیادہ تر یہ دُعا مانو کہ پڑھتے رہیں۔

اللّٰهُمَّ اِنِّكَ غَفُوْرٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَا عَفِّ عَنَّا

(مشکوٰۃ کتاب الصوم باب لیلة القدر دوسری فصل)

اور یہ نماز جو اکثر مشائخ طریقت سے مروی و ثور ہے اور احیاء العلوم میں بھی



امام غزالی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں اس رات میں پڑھنا موجب برکات عظیم ہے۔  
 امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ ص ۱۷ مطبوعہ مصر مع الوبیعی احیاء  
 العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ پندرہویں شب شعبان میں دودھ رکعت کی نیت سے سو  
 رکعت پڑھنا چاہیے۔ ہر رکعت میں بعد قتل حوائج گیارہ گیارہ مرتبہ قتل حوائج خود پانچ سلام  
 کے ساتھ دس رکعت پڑھیں، ہر رکعت میں سو سو بار قتل حوائج دونوں طرح صاف صاف  
 پڑھتے رہے ہیں اور موجب برکات فرماتے ہیں بعد از یہ قسم فرماتے ہیں کہ  
 حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسباب رسول ﷺ سے مجھ کو یہ  
 حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص شب برات یعنی پندرہویں شب شعبان میں یہ سو رکعت یا  
 دس رکعت پڑھتا ہے اس کی طرف ستر بار اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور ہر نگاہ  
 رحمت میں اس کی وہ حاجتیں پوری کرتا ہے، جن میں سے ادنیٰ حاجت مغفرت ہے۔  
 علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو شرح احیاء میں بہت سندوں  
 سے نقل کر کے اگرچہ ان سندوں کے اعتبار سے موضوع لکھا ہے مگر ایسی کوئی حدیث  
 نہیں نقل کی جو بواسطہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ میں صحابہ سے منقول ہے۔  
 لہذا ان سندوں کے اعتبار سے موضوع ہونا مستلزم اس امر کا نہیں کہ جس  
 سند سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محقق اور صوفی کامل فرماتے ہیں یہ بھی  
 موضوع ہو پھر خیر میں علامہ زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صالحین ولیاء اللہ  
 سے یہ نمونہ اس طرح بھی منقول ہے کہ شب برات میں بعد نماز مغرب چھ رکعت نفل  
 اس طرح پڑھنا چاہیے کہ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ چھ بار قتل حوائج ہر رکعت  
 کے بعد سو بار پھیر کر ایک بار نہیں شریف اور بعد قرات سین ایں دو رکعت کے بعد  
 کثرت سے یہ دعا مانگی جائے

اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ تَحُبُّ الْعَفْوَ عَفْ عَفَا  
 بعد دعا عمر میں برکت کی مانگی چاہئے پھر دوسری رکعت کے بعد سورۃ سین  
 پڑھ کر دعا ترقی رزق کرنا چاہیے پھر آخر شفع یعنی دو رکعت کے بعد سین پڑھ کر دعا  
 خاتمہ بخیر و حسن خاتمہ کرنا چاہیے صوفی کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چھ رکعت اس  
 طرح پڑھے پھر جو دعا مانگے اللہ اس کو وہی عطا فرماتا ہے۔  
 خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ رات کھیل کود اور اسراف مال آتش بازی وغیرہ میں  
 ضائع نہ کیا جائے۔  
 مورخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ما ثبت بائسنہ ۱۱  
 کے صفحہ ۲۱۴ بیان فضائل شعبان میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں  
 جو اس رات کثرت چرخ جلاتے ہیں اور آتش بازی چمڑتے ہیں اور بجز ہند کے تمام  
 عرب و عجم مغرب وغیرہ بلاد اسلامیہ میں یہ رسم نہیں پائی جاتی۔  
 غالباً یہ رسم براہمہ کی ہے جو آتش پرست تھے اور بعد سلام پتی رسم پر قائم  
 رہے اور ان کی دیکھ دیکھی تمام مسلمان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔  
 لہذا اتمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس بات بد کو مٹا کر اس رات عبادت  
 اور ایصال ثواب میں مشغول رہیں اور حضور سرور عالم ﷺ اور جہد امت مرحومہ کو  
 ثواب طعام و کلام پہنچائیں اور دعائے مغفرت اپنے پرانے جہد امت کے لیے کرتے  
 رہیں اور یہ خیال نہ کریں کہ اس رات حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید  
 الشہد اشہد ہوئے تھے اور حضور سرور عالم ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا تھا اور آپ  
 نے حلوہ تناول فرمایا تھا اس واسطے حلوے پر فائق ضروری ہے۔ غزوہ احد تو بافتاق  
 مورخین ساتویں یا گیارہویں شول کو واقع ہو گیا۔ لہذا یہ عقیدہ کہ حلوہ ہی ہو بدعت

ہے البتہ اگر یہ سمجھ کر حلوہ بھی فی سبیل اللہ تقسیم کیا جائے کہ آنحضرت ﷺ بیٹھے سے محبت رکھتے تھے تو مضائقہ نہیں۔ ترمذی شریف میں ہے :

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْعُلُوَّاءَ وَالْفُغُلَ  
یعنی آنحضرت ﷺ مٹی کی چیز اور شہد کو دوست رکھتے تھے

حق یہ ہے کہ یہ رات انعامات ایزدی سے بڑی بابرکت رات ہے، جس کی عام مسلمان کچھ قدر نہیں کرتے۔

زینۃ المجالس میں علامہ عبد الرحمن صفوری تحریر فرماتے ہیں روض الاذکار میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک دن ایک پہاڑ پر گزر ہوا۔ ایک پتھر دیکھا کہ جس کی کرنیں تھیں، کثرت آب و تاب سے ایک بڑا پتھر دیکھا کہ جس کی کرنیں آفتاب سے ہاتیں کرتی تھیں، کثرت آب و تاب سے اس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ اس کو دیکھ کر قدرت خدا کا معائنہ کرنے لگے اور حیران رہ گئے۔ ارشاد ہوا کہ اے عیسیٰ کیا اس سے بھی بڑھ کر ہماری قدرت کے عجائبات دیکھنا چاہتے ہو؟ عرض کیا : اس سے زیادہ بہتر اور کیا بات ہے؟ یہ عرض کرتے ہی وہ پتھر پھٹا اور دیکھا کہ اس کے اندر بصورت محراب خلا ہے اور اس میں ایک بزرگ، سبز عصا ہاتھ میں، قریب ایک درخت انگور خوشہ دار کے مشغول عبادت ہیں اور فرماتے ہیں :! یہ انگور کھا لیتا ہوں اور چار سو برس سے اسی پتھر میں عبادت میں مشغول ہوں۔

یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب باری میں یہ عرض کیا کہ میرے گمان میں تو نے اپنی مخلوقات سے افضل اس شخص سے کسی کو نہیں پیدا کیا، ارشاد ہوا کہ امت مرحومہ محمد رسول اللہ ﷺ سے جو شخص شب براءت میں دو رکعت نفل بھی پڑھ لے گا اس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہوگی یہ سن کر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ الٰہی کیا اچھا ہوتا جو امت محمد رسول اللہ ﷺ سے میں ہوتا چنانچہ یہ دعا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مقبول ہوئی اور بعد ظہور امام مہدی علیہ رحمۃ والرضوان بموجب احادیث صحیحہ صحیح مسلم و بخاری شریف متارہ شرقی مسجد دمشق پر دفرشتوں کے گاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گئے اور امام مہدی علیہ رحمۃ کے پیچھے نماز پڑھیں گئے اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ کے موافق بہ نیابت رسول اللہ ﷺ حکمرانی فرمائیں گے۔

اور تمام مومن مسلمانوں پر لازم ہے کہ جائیداد چیزوں کی تصویر کھینچانے اور تصاویر جائیداد سے مکانات سجانے سے بھی ضرور اس شب مبارک سے پہلے توبہ کر لیں اور جہاں تک ممکن ہو اور تکلیف بالا یطاق لازم نہ آئے۔ اپنے مکانات کو نجاست تصاویر ذی روح سے خواہ وہ اخبار ناول وغیرہ میں ہوں یا اور کسی کتاب میں اس رات سے پہلے پاک کر لیں اس واسطے کہ جس مکان میں جائیداد کی تصویر ہوتی ہے ملائکہ رحمت نہیں آتے۔ علامہ بیہانی نے اس کے متعلق اپنی کتاب التحریر میں بہت سی حدیثیں نقل فرمائی، جن میں سے بعض احادیث کا ترجمہ بغرض اختصار لکھ جاتا ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب آدمیوں میں سخت زیادہ عذاب کے مستحق قیامت کے دن تصویر کھینچنے والے ہوں گے۔

نیز بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار سفر سے تشریف لائے۔ میں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ایسا پردہ ڈال رکھا تھا، جس میں جان دار چیزوں کی تصویریں تھیں۔ اس کو دیکھ کر چہرہ مبارک پر تغیر پیدا ہوا۔ اور فرمایا : اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سب میں زیادہ سخت عذاب کے مستحق قیامت کے



دن اللہ کی مخلوق کے مشابہ تصویر کھینچنے والے ہوں گے۔

ہذا میں نے اس پردے کے پتے ٹکڑے کر کے کہ تصویر مٹ جائیں، نکلے بنائے اور بخاری و مسلم میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آپ نے ایک ایسا قالین خریدا تھا، جس میں چند اوروں کی تصویریں تھیں، اس کو دیکھ کر سرور عالم ﷺ دروازے سے باہر ہی کھڑے رہ گئے، میں نے آپ کی نارنگی دیکھ کر عرض کیا کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔ ایسا میں نے کیا گنہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہ قالین کیسا ہے؟“ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹے اور نکیہ لگا نے کو میں نے خریدا ہے، فرمایا ”ان تصویروں کے کھینچنے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ان تصویروں کو زندہ کرو اور بے شک جس گھر میں تصویر ہوتی ہے ملائکہ رحمت اس میں نہیں آتے۔“

اور مسلم شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ سے ایک وقت معین پر آنے کا وعدہ کر گئے تھے مگر اس وقت نہ پہنچے۔ آپ کے دست مبارک میں عصا تھا اس کو ہاتھ سے ڈاں دیا اور فرمایا کہ اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ وعدہ خدائی نہیں فرماتا کہ یکا یک آپ نے دیکھا کہ چار پائی کے نیچے کتے کا پلہ ہے۔ فرمایا یہ کب آگیا، میں نے عرض کیا مجھے خبر نہیں۔ اس کو نکلوا یا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپ وعدہ پر کیوں نہ آئے۔ عرض کی کتے کی وجہ سے، جس گھر میں کتا ور تصویر ہوتی ہے ہم نہیں داخل ہوتے۔ ایسی! ہم کو توفیق عمل دے۔ آمین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي شَرَّفَ الصِّيَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَجَعَلَهُ كَفَّارَةً لِلْإِثْمِ وَرَغِيماً لِلشَّيْطَانِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذُوِي الْمَعْرَةِ وَالْكَرَامَةِ وَالشَّانِ  
ابعدہ وضع ہو کہ رمضان کے شروع ہوتے ہی ہر مرد و عورت مسلمان عاقل بالغ پر روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے قرآن مجید میں اللہ عزوجل فرماتا ہے

لَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۸۵)  
ترجمہ: جو تم میں سے کوئی رمضان کو پائے وہ روزے ضرور رکھے۔

اس واسطے جو کوئی روزہ کی فرضیت کا انکار یا روزہ رکھنے والوں کو تحقیر کرے جیسے بعد نا سمجھ کہہ بیٹھتے ہیں کہ جس کے گھر رائج نہ ہو وہ روزہ رکھے تو شریعت میں مسلمان نہیں رہتا بسبب انکار اور تحقیر حکم قطعی، الثبوت کلام اللہ کے۔ لہذا اس کو چاہیے کہ توبہ کرے کلمہ طیبہ اور آمین باللہ پڑھ لے۔ آئندہ ایسے کلمات کے کہنے سے عہد کر کے از سر نو تجدید اسلام کرے۔ در چونکہ ایسے کلمات کے کہنے سے اس کی جو رونکاج سے خارج ہو جاتی ہے، از سر نو کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد و عورت مسلمانوں کو گواہ کر کے ان کے سامنے ایجاب و قبول کرے یعنی از سر نو نکاح کرے۔ حائضہ اور نفاس عورت جس کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کو یا م حیض میں روزہ رکھنا درست نہیں اتنے دن کے روزے بعد رمضان قضا کرے۔

رمضان کے روزوں کا کس قدر ثواب ہے

اور رمضان کی کیا کیا فضیلت ہے؟

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَبَحِثْ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَهِيَ رَوَايَةٌ لِفَتْحِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَغُلَقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِسَتْ الشَّيَاطِينُ. (مشکوٰۃ کتاب الصوم پہلی فصل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، جب رمضان شروع ہوتا ہے آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابجلاں (قید) کر دیا جاتا ہے:

اور نیز بخاری اور مسلم شریف میں ہے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِي الْجَنَّةُ لَمَّا يَبْدَأُ أَبْوَابُ مَنَهَا تَابُ يُسْمَى الرِّثَانُ لِأَنَّهُ مَعْلُومٌ إِلَّا الصَّائِمُونَ

(مشکوٰۃ کتاب الصوم پہلی فصل)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام ریان یعنی تروتازگی کا دروازہ، جس سے بجز روزہ داروں کے اور کوئی نہیں داخل ہوگا۔

بخاری شریف میں ہے:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (مشکوٰۃ کتاب الصوم پہلی فصل)

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا اسکے پہلے کل گناہ بخشے جاتے ہیں اور جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا یعنی تراویح میں تو اس کے پہلے کل گناہ بخش دیئے جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ روزہ سے جب گناہ بخشے جاتے ہیں تو تراویح سے اور بخشش پر بخشش ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے

عَنْ سُلَيْمَانَ الْمَدَائِني رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُكُمْ شَهْرُ مُبَارَكٍ شَهْرٌ فِيهِ لِمَلَكَةٍ خَمْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَهُ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِمُحَلِّاتٍ الْحَبِيرِ تَمَّارٍ، كَمَنْ أَذَى فَرِيضَةٍ لِيَمَاسِيْرَاهُ وَمَنْ أَذَى فَرِيضَتَيْنِوَ كَانَ كَمَنْ أَذَى مَبْعُوثٍ فَرِيضَةً لِيَمَاسِيْرَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصُّبْرِ قَوَائِمُهُ الْحَنَّةُ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاةِ وَشَهْرُ إِذْ يُؤْذِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَرَفِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِلذُّنُوبِ وَعِثْقٌ رَقِيْعٍ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ آخِرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ آخِرِهِ شَيْءٌ فَلَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ كُلُّنَا جَلَمًا نَعْمَلُ بِهِ الصَّائِمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطَى اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَى مَذَقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ حُرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي حُرْبَةٍ لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ أَشْهُرُ أَوَّلُهُ وَخَمَّةٌ وَأَوْسَطُهُ أَوْ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِثْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفِيَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ کتاب الصوم تیسری فصل)



حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے خیر دن میں ہم کو وعظ فرمایا کہ لوگو تم پر بڑی برکت والے مہینے نے سایہ رحمت ڈالا ہے یہ بڑا برکت والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات ہے جس کا ثواب ترسی برس چار مہینے کی عبادت کے برابر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں اور اس مہینہ کی رات کا قیام سنت ہے۔ جو کوئی اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرے کسی بھلائی کے ساتھ تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنے اور دنوں میں فرض کا ثواب ملتا ہے۔ اور دوسرے دنوں میں جتنا ستر فرض کا ثواب ملتا ہے۔ رمضان میں اتنا ایک فرض کا ثواب ملتا ہے۔ یہ مہینہ مبرک ہے اور مبرک کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ باہم سلوک و محبت سے گزارنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو کوئی اس مہینہ میں افطار کے وقت کسی روزہ دار کو کھانا کھائے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور جتنا اس کو ثواب ملتا ہے جس کو کھانا کھلایا اتنا ہی ثواب اللہ جل شانہ اپنی طرف سے کھانا کھانے والے کو دیتا ہے بغیر اس کے کہ اس کا ثواب کچھ کم کیا جائے۔ ہم نے عرض کیا ہم سب تو اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ روزہ دار کو شکم میر کھانا کھلائیں۔ آپ نے فرمایا جو کوئی ایک گھونٹ دودھ پریا یا ایک کھجور پراور دوسری روایت میں ہے اگرچہ ایک ٹکڑے کھجور پریا یا ایک گھونٹ پانی پر کسی ایک کا افطار کے وقت روزہ افطار کرادے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جو کوئی پینٹ بھر کر افطار کرادے اس کو اللہ میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک میدان حشر میں بھی پیاس نہ لگے گی اس مہینہ کے اول میں نزوں رحمت ہوتا ہے اور پچھلے روزہ (رمضان کا درمیانی حصہ) کو سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (یعنی متواتر روزمرہ کی بخششوں کے ساتھ بخشش

مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے) ورنہ خیر رمضان کو جہنم سے آزادی مل جاتی ہے اور جس نے اپنے خادم کے کام میں تخفیف کی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا اور اس کو نادر و نازخ سے آزادی عطا فرمائے گا، مگر افسوس ان لوگوں پر ہے کہ عید کی نماز پڑھتے ہی پھر سامان جہنم میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بجائے خوشی مغفرت کے کہ وہ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھانے تھیں کو دینا ان کے سر پر ہاتھ رکھنا، بیوہ عورتوں کی خبر لینا ریشی بچائیں زونگی بدکار گواہیں بھوائیں۔ اسی دن سے نماز کو خیر یاد کہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی نماز پڑھنا نہ کرے وہ فرعون اور نرود کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے جو کوئی ایک وقت کی نماز قصد ترک کرے ستر (۷۰) حصہ دوزخ میں جے گا اور ایک حصہ ستر ہزار برس کا ہوتا ہے

اور حدیث صحیح میں ہے جو کوئی قصد اغیر عورت پر نظر ڈالے اس کی آنکھوں میں جہنم کا کھوتا سیسہ بھرا جائے گا علی ہذا۔ تو الیٰی اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہے مگر اس میں ہم غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تین دن کا متواتر فائدہ ہو اور آدمی ذکر شغل ایسا ہو کہ اگر ایک عمدہ کھانے چنے ہوئے ہوں اور ایک طرف جائز طریق پر قوالی ہو تو اس کو باوصف تین دن کے فائدے کے کھانے کا خیال بھی نہ ہو۔ ایسے کو تنہا اگر سنے تو جائز ہے مگر دوسروں پر بلاشبہ حرام ہے

مسند نوایہ مہینہ بڑی خیر و برکت کا ہے اس میں خوب کئی کر لیا اور پھر بعد عید اس کو گناہوں کے ساتھ ضائع مت کرو۔ دیکھو نزہۃ المجالس میں ہے

قال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ من حضر مجلساً من مجالس الذکر فی رمضان كتب اللہ له بكل قدم عبادة سه ویکون يوم القيامة معی تحت العرش ومن داوم علی الجماعة فی رمضان اعطاه اللہ بكل

رکعة مدينة من نور ومن بوالديه بماتال يده نظر الله اليه بالمرافة  
والرحمة والاكفيلة وامن امراه تطلب رضا زوجها في رمضان الاكان  
لهاعند الله ثواب مريم وآسية ومن فضي حاجة مسلم في رمضان  
لفضي الله له الف الف حاجة ومن تصدق فيه بصدقة الي فقير ذي  
عيال كتب الله له الف الف حسنة محي عنه الف الف مية ورفع له  
الف الف درجة

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں جو کوئی رمضان میں مجلس وعظ میں حاضر ہو  
اس کے ہر قدم پر برس دن کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور قیامت کے دن وہ شخص  
میرے ساتھ سیہ عرش کے نیچے ہوگا اور جو شخص رمضان میں نماز جماعت پر پہنچتی  
کرے گا اس کو بعبوض ہر رکعت کے جنت میں ایک نورانی شہر عطا کیا جائے گا۔ اور جو  
کوئی رمضان میں اپنے ماں باپ کے ساتھ خدمت اور احسان اور سلوک کے ساتھ  
پیش آئے گا اپنی طاقت کے موافق جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا منظور رحمت فرمائے  
گا اور میں اس کا کفیل ہوں گا۔ اور جو عورت رمضان میں اپنے شوہر کو خوش رکھنے کی  
کوشش کرے اس کو مریم اور آسیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے برابر ثواب  
عطا کیا جائے گا۔ اور جو رمضان میں کسی مسلمان کی حاجت پوری کر دے اللہ تعالیٰ اس  
کی ایک لاکھ حاجتیں پوری کرے گا۔ اور جو کوئی کسی محتاج کنبہ دالے کو رمضان میں اللہ  
واسطے دے اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکی لکھی جاتی ہیں اور ایک لاکھ گناہ مٹا  
دیئے جاتے ہیں اور جنت میں ایک لاکھ درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں لہذا اس مہینہ  
میں تو ضرور مصوٹ و دعا بازی غیبت تمام برے کاموں سے پرہیز لازمی ہے۔ مشکوٰۃ  
شریف میں حضور ﷺ فرماتے ہیں جو شخص مکرو فریب کے کام اور مکرو فریب کی بات نہ

چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پانی چھوڑنے کی حاجت نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم)

یعنی روزے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ تم بھوکے پیاسے رہو بلکہ مقصود یہ ہے  
کہ تم متقی بن جاؤ پھر تم پر یہ کرم ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعَجَلْتَهُمْ فِطْرًا

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں سے میرا زیادہ پیارا وہ بندہ ہے  
کہ افطار میں جلدی کرے یعنی اتنی دیر نہ کرے کہ ستارے نمودار ہو جائیں۔ اور مسند  
امام احمد میں ہے

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا فِطْرَهُمْ وَآخِرُوا السُّحُورَ  
(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں،، ہمیشہ رہیں گے آدمی بھلائی میں جب  
تک افطار میں جلدی کریں گے اور سحری آخری وقت کھائیں گے سحری سنت ہے خواہ  
ایک گھنٹہ پانی ہی پی لے روزہ اول وقت افطار کرنا سنت ہے۔ افطار میں اتنی  
تاخیر کرنا کہ ستارے نمودار ہو جائیں مکروہ ہے۔ جب مشرق کی طرف سے سیاہی بھل  
غبار نمودار ہو اور گرد و غبار سے مطلع صاف ہو وہی اول وقت افطار کا ہے۔ اسی کے  
اندازہ سے گرد و غبار اور ابر کے دن گھڑی سے اور اطمینان قلب دس پانچ تجربہ  
کار لوگوں سے افطار کیا جائے اور جیسے صاف مطلع میں اول وقت افطار کرنا سنت ہے  
ابر کے دن بعد معمولی تاخیر مستحب ہے۔ طلوع اور غروب آفتاب کی تحقیق کے بعد جتنی  
رات ہو اس کے چھ حصے کھانے پینے کے ہیں اور طلوع آفتاب تک ساتویں حصہ صبح

صادق شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر رات سات گھنٹے کی ہو، طلوع آفتاب تک چھ گھنٹے کھانے کے ہوں گے اور ایک گھنٹہ چھوڑنے کا (یہ وقت صبح صادق کا احتیاطاً فقہاء نے لکھا ہے ورنہ صبح صادق اس وقت پہلے پیدا ہوتی ہے اردو میں جس کو پھوٹا کہتے ہیں وہ اس سفیدی کا نام ہے جو مشرق سے ظاہر ہو کر کناروں آسمانوں پر پھٹی چلی جاتی ہے) سحری اخیر وقت کھانا مستحب ہے۔ افضل کھجور سے افطار کرنا ہے بلکہ ایک روایت ذہبتہ الجالس میں ہے کہ کھجور یا چھوہارے پر افطار کرنے سے ایک نماز کا ثواب چار سو نماز کی برابر ہو جاتا ہے۔ سحری کھانا موجب و نزول رحمت ہے صفحہ ۲۳۰ جلد چہارم تحف اسادہ میں مسند ابو یعلیٰ سے منقول ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ثُمَّ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَحْبَبُ أَنْ يَفْطِرَ عَلَى ثَلَاثِ تَمَرَاتٍ أَوْ سِلْمٍ يَصْبِهِ النَّارُ

ترجمہ حضور ﷺ تین کھجوروں پر افطار کرنے کو دوست رکھتے تھے یا ایسی چیز سے جس کو آگ نے نہ چھوا ہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کھجور نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا افضل ہے۔ (مشکوۃ کتاب الصوم)

اور شریعت میں مسلمان مرد اور عورت غیر حائضہ اور نفاس کے کھانے پینے اور جماع کے چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت روزہ کے ساتھ روزہ رمضان اور نذر معین (کسی خاص دن کے روزے معین کر کے مثلاً جمعہ یا پیر وغیرہ کی نذر ماننا) کہتے ہیں اور نفل روزہ کی نیت دو پہر شرعی سے پہلے کر سکتے ہیں اور بہتر یہی ہے کہ مغرب سے صبح صادق تک نیت کر لے۔ ان تینوں روزوں کی اگر بلا تعین فرض و نفل مطلقاً روزہ ہی کی نیت کر لی جائے کافی ہے اگر مطلقاً نذرمانی

جائے کہ میرا یہ کام ہو جائے گا تو میں دو یا ایک روزہ رکھوں گا۔ یہ روزہ جب تک یہ نیت نہ کی جائے کہ نذر کا روزہ رکھتا ہوں نذر ادا نہ ہوگا انتیس شعبان کو جب چاند نہ دیکھا جائے اور ابر و غبار کے دن جب تک ایک مقلی، پرہیزگار نمازی مرد یا عورت بالغ عاقل کی خبر سے چاند کا دیکھنا ثابت نہ ہو جائے تیس شعبان کو روزہ رکھنا درست نہیں اور تیس تاریخ کے چاند کو دیکھنا مستحب ہے مگر اس کے ثبوت کے لیے نہ دیکھنے کی ضرورت ہے نہ ثبوت کی، کسی عادل کی خبر سے اور اگر کسی نے رمضان یا عید الفطر کا چاند دیکھ لیا اور قاضی یا حاکم شریعت نے اسکی شہادت رد کر دی تو رمضان کے روزے رکھنا شروع کر دے اور مجرد اپنے دیکھنے پر عید کا دن سمجھ کر افطار نہ کرے اور اگر روزہ شروع نہ کیا اور عید سمجھ کر اپنی رویت کے اعتبار سے روزہ نہ رکھا تھا اس روزہ کی لازم ہوگی البتہ کفارہ لازم نہ ہوگا۔

بحر الرائق میں ہے انتیس رمضان کو اگر ابر و غبار ہو و آدی مقلی پرہیزگاروں کی خبر پر اگر وہیں حاکم اسلام اور قاضی نہ ہو تو لوگوں کو مناسب ہے کہ روزہ رکھے اور عادل مسلمانوں کی خبر پر افطار کر لیں اور اگر قاضی مفتی ہو تو عادل مسلمانوں کا شہادت دینا اور دعویٰ روضت چاند دیکھنے کو کہتے ہیں) کرنا قبول شہادت کے لیے ضروری ہے اور بعد گزر جانے وقت شہادت کے گو ہی دی اسکی خبر یا گواہی قبول کرنا درست نہیں۔ (عالمگیری)

تیس شعبان اس نیت سے روزہ رکھا کہ اگر چاند ہو گیا، رمضان کا روزہ رکھتا ہوں ورنہ نفلی روزہ رکھتا ہوں موجب نافرمانی رسول اللہ ﷺ ہے اور مکروہ۔ اگر بلا قصد روزہ رمضان اس نیت سے تیس شعبان کو روزہ رکھا جائے کہ نفل روزہ رکھتا ہوں یا ہرمینہ کے آخر میں یہ شخص ہمیشہ روزہ رکھتا تھا یا تیس شعبان یا جمعرات یا جمعہ یا پیر کی ہوئی اور ہمیشہ ان دنوں میں روزہ رکھتا تھا۔ اس صورت میں اگر روزہ رکھا جائے



مضان فقہ نہیں۔ پھر اگر کوئی سے وہ دن رمضان کا ثابت ہو گیا تو وہ روزہ نفل نہ رہے گا بلکہ رمضان سے شمار کیا جائے گا۔

اگر مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے اور مختلف جگہ کے اس قدر لوگ اطراف و جوانب یا بلند مقاموں سے آ کر خبر دیں کہ ہم نے انٹیس کو چاند دیکھا ہے ان کی خبر سے یقین آ جائے تو ان کی خبر پر روزہ رکھ لیا جائے۔ باقی سب چاندوں کا حکم مثل عید کے چاند کے ہے اور صبح اور شام کی رویت ہے کہ مشرق والے مغرب والوں کی گواہی پر روزہ رکھیں اور نیز افطار کریں اور مغرب والے مشرق والوں کی شہادت پر اگر وہاں کی شہادت معتبر یہاں ہو جب تو اعد شریعت ثابت ہو جائے

وہ کیا باتیں ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے

روزہ میں بھول کر کتنا ہی کھا لینا یا پانی پی لینا یا جماع کر لینا اور یاد آتے ہی فورا کھانا وغیرہ تھوک دینا اور جماع سے علیحدہ ہو جانا۔ یا سوتے میں نہانے کی حاجت ہو جانا یا کسی عورت کو دیکھ کر انزال ہو جانا۔ یا سر میں یا نو فنجوں میں خواہ داڑھی یا بدن میں میل لگا لینا یا مالش کرنا، پچھنے لگوانا۔ یا سر صبح سے شام تک کسی وقت لگا لینا۔ یا اپنی بیوی سے بغل گیر ہونا یا بیوی کو بوسہ دینا۔ اگر ان امور سے انزال نہ ہو۔ یا صبح سے شام تک جب جی چاہے سنت کچھ کر مسواک تر ہو خواہ خشک وضو کرنا، خواہ بلا وضو بلکہ خفیوں کے نزدیک جیسے اور دنوں میں مسواک کرنا سنت موقوفہ ہے، رمضان میں بھی سنت ہے۔ گیلا پکڑا کر می کے دفعہ کرنے کو اوڑھ لینا یا سر گرمی کی شدت سے پانی ڈالنا ابستہ گھبراہٹ ظاہر کرنا مکروہ ہے۔ اگر آنسو قطرہ دو قطرہ منہ میں چلے جائیں کچھ حرج نہیں مگر اگر ممکن مزہ معلوم ہو اور نگل جائے قضا لازم ہوگی۔ یا منہ میں دھواں یا غبار یا بکھی کا بے اختیار داخل ہو جانا۔ ابستہ آگ سے دھواں منہ میں لے گا خواہ عود وغیرہی سلگا کر تو ضرور قضا لازم

آئے گی۔ یا بہت کم چیز جو دانٹوں میں رہ جاتی ہے اور زبان پھیرنے سے نکل آتی ہے کھا لینا۔ یا خود بخود نکلنا اختیار سے کا آنا اور نکلنا اختیار طلق میں لوٹ جانا۔ خوشبو لگانا، عطر ملنا۔

جن سے روزہ ٹوٹ جائے اور فقط قضا لازم آئے نہ کہ کفارہ وہ کیا ہیں

تے کو قصد اطلاق میں لوٹنا، قصد اے کرنا، منہ بھر کے ہونا نہ ہو۔ بقول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بحر الرائق میں ہے کہ ظاہر الروایت قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی ہے لہذا فتویٰ اسی پر ہونا چاہیے اگرچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب قصد امنہ بھر کے تے کرے۔ صاحب در مختار فرماتے ہیں ”یہ روایت صحیح ہے“ بہر حال قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں اختیار ہے اور قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ رخصت پر مبنی ہے۔

نکریا لو ہے وغیرہ کو نگل جانا۔ بحر الرائق میں ما حاصل اس مسئلہ کا یہ ہے کہ جو چیز نہ بطریق دوا کے کھائی جائے نہ بطریق غذا جیسے پتھر، مٹی، آٹا خشک، چاول، گندھا آٹا ان کے کھانے سے فقط روزہ کہ قضا لازم آتی ہے نہ کہ کفارہ بشرطیکہ ان چیزوں کے کھانے کی عادت نہ ہو اور اگر ان چیزوں کے کھانے کی عادت رکھتا ہو یا مکرر کرے کہ فقط روزہ داران کی ضد پر بغرض اکتفا رہ گناہ یہ حرکت کرتا ہے تو زجر اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا۔ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں اسی پر فتویٰ مناسب ہے اور بہت شہرہ داروں کے علماء دین نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ بغیر جماع یا لواطت (یعنی انحراف) کے اگر اور کسی طریق سے انزال ہو جائے۔

علاوہ رمضان کے روزہ کے اگر نفل یا نذر کے روزہ توڑ دیا جائے۔ یا کسی ضرورت سے حقتہ کرایا جائے یا کسی قسم کی ناس سونگھ لی جائے۔ یا کان میں علاوہ پانی کے کچھ ٹپکا یا جائے اور پانی کے چٹکائے جانے میں اختلاف ہے اختیار اس میں ہے کہ اگر کان میں ٹپکا لیا جائے اس روزہ کو پورا کرے اور اس قضا روزہ بھی رکھ لے۔

اسی طرح اگر پیٹ کے یا سر کے زخم میں دوا پٹائی جائے اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ جائے اور سوراخ ذکر میں پانی یا دوا یا تیل پکانے سے اگر مٹانے تک پہنچ جائے ضرور قضاء زم ہوگی مگر امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ مٹانے تک سوراخ ذکر میں پکانے سے کچھ نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ عورت کی شرمگاہ میں اگر کوئی دوا پٹائی جائے گی ضرور مٹانے تک پہنچ جائے گی لہذا باہر اتفاق عورت پر اس کی قضاء زم ہوگی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہی ہے کہ مرد و عورت دونوں کی مٹانے تک پکانے سے دوا پہنچ جاتی ہے لہذا دونوں پر قضاء لازم ہوگی۔ بضرورت اگر شافعی رکھا جائے، چارے۔ غروب آفتاب کے یقین پر بعد ابرو و خبہ رافظہ رکھ لیا یا رات کے گمن پر رکھتے رہے پھر مظلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا یا صبح صادق ہو گئی تھی۔ اس روزہ کی قضا کر لی جائے۔

وہ امور کتنے ہیں جن سے قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں

قصد اجماع کرنا یا جماع کروانا، لواطت کرنا۔

روزہ رکھ کر قصد روزہ میں دوا یا غذا کا کھانا یا کسی چیز کا پینا۔

روزہ کو قصد اتوڑنے کا کفارہ

ایک غلام شری آزاد کرنا، اگر غلام آزاد نہ کر سکے، ساٹھ (۶۰) دن پے در پے روزے رکھے بعد قضا کرنے اس روزہ کے جس کو توڑا ہے، کفارہ کے روزے اس طرح رکھے کہ ان کے درمیان عید یا بقرعید اور ایام تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ کی نہ آئے اس واسطے ہی ان دنوں میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

اگر کفارہ کے روزے شروع کر کے ایک ماہ یا دس دن بعد مثلاً روزہ توڑ دیا یا

ایک دن روزہ نہ رکھا، یہ روزے نقلی ہو گئے، اور کفارہ کے روزے پھر سے شروع کرے۔

کفارہ کے روزوں میں اگر ایام حیض آجائیں اور حیض سے پاک ہوتے ہی پھر روزے شروع کر دے تو از سر نو شروع کرنے کی ضرورت نہیں، یہ فاصلہ درمیانی معاف ہے۔ البتہ بعد پاک کے اگر ایک دن بھی روزہ نہ رکھے گئے پھر از سر نو روزے رکھنے پے در پے دو ماہ کے لازم ہوں گے۔ سفر یا نفاس کی وجہ سے اگر کفارہ کے روزے شروع کر کے ایک دن ہی روزہ ترک کر دیا از سر نو روزہ شروع کرنا لازم ہوگا۔

البتہ اگر روزہ نہ رکھ سکے، ساٹھ مسکینوں کو صبح شام دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اگر جواری روٹی ہوں، ترکاری کا ہونا ضروری ہے اور اگر گیہوں کی روٹی ہوں تو ترکاری کیسے تھکھانا مستحب ہے۔ یا ان کوئی کس آدھ پاؤ کم دو سیر گیہوں کا مالک بنانا اور احتیاط یہ ہے کہ فی کس تین چھٹانک دو سیر گیہوں دیئے جائیں۔ اسی روپیہ بھر کے انگریزی سیر سے۔ اس واسطے کہ وزن صاع میں، جو ایک پیمانہ ہے اختلاف ف ہے، اگر ساٹھ مسکینوں کے گیہوں جو بقول احتیاطی تین من چار سیر تقریباً ہوتے ہیں۔ ایک مسکین کو دیدیں تو فقط ایک مسکین کے حصہ سے برأت ہوگی اور اٹھ مسکینوں کو دینا باقی رہے گا۔ البتہ ایک مسکین کو دو وقت ساٹھ دن تک کھلایا جائے تو بلا شبہ کفارہ ادا ہو جائے گا۔ مثل زکوٰۃ کے اس کفارہ کے گیہوں باپ، بیٹے کو نہیں دے سکے سکتا۔ علیٰ ہذا بیٹا باپ داد کو، نہ میاں بیوی کو، نہ بیوی میاں کو، سادات کو مثل زکوٰۃ دینا بہتر نہیں اور کافر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

روزہ میں مکروہ کتنے امور ہیں اور کتنے جائز؟

کسی کی غیبت کرنا، کسی چیز کو بلا ضرورت سخت مثل خوف شوہر ظالم یا حاکم ظالم کی چکھ لینا، یا کسی چیز کا چبانا اور اگر بچہ کو چبا کر کوئی بے روزہ دار مثل حاکمہ عورت



یا نابالغ بچہ کو کھانا دالائیں ہے اور بچہ بھوک سے پریشان ہے لہذا اگر اس کو چاہا کر کھلا دیا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔ علیٰ ہذا مصلیٰ وغیرہ ایسا گوشت چبایا جو کھل کر اندر نہ جائے۔

کسی حالت میں روزہ رکھ کر روزہ توڑنا جائز بھی ہے کہ

جس توڑنے سے فقط قضا لازم ہو اور کفارہ لازم نہ ہو

غلبہ ظن کے ساتھ یا طبیب مسلمان متقی کے کہنے سے خوف زیادتی مرض کا ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ چنانچہ صاحب بحر الرائق خلاصہ سے نقل فرماتے ہیں کہ اگر بخار کی باری کے دن باری کے بخار والے نے روزہ رکھ کر توڑ دیا۔ اگر بخار آگیا فقط لازم ہوگی اور بخار نہ آیا، علاوہ قضا کے کفارہ بھی لازم ہوگا۔ کسی زبردستی کی زبردستی سے بخوف جان یا مال یا نقصان کسی عضو کے بھی افطار جائز ہے۔ اگر کسی زبردستی سے بخوف جان یا مال یا نقصان عضو سفر کرنا پڑے کہ جس سے جان پر آئے، افطار جائز ہے۔

حمل کرنے کے خوف سے سفر میں حد تک جانے اور جان تک لو بت پہنچ جانے کے وقت دودھ پلانے والی کو بچے کے تلف ہونے کے یقینی خوف کے وقت شدت پیاس اور بھوک کے وقت جب جان پر آئے اور یک لخت ایسا صحت اور بڑھا پا عارض ہونے سے کہ روزہ پورا کرنے میں خوف شدت مرض یا جان ہو اور ان لوگوں کو رخصت ہے کہ پہلے سے روزہ کی نیت نہ کریں اور بعد ازاں خوف روزے قطع کر لیں شیخ فانی جس کو اپنی تندرستی کی امید نہ ہو روزانہ ایک مسکین کو دو وقت ترکاری کے ساتھ شکم سیر کھانا کھلا دیا کرے پھر اگر تندرست ہو جائے ضرور قضاء کرے، ورنہ گنہگار ہوگا اگر باوجود وقت نہ کھلائے گا، ہاں اگر ایسا ہے مسکین ہے تو استغفار پڑھتا رہے اور سچا راہ رکھے کہ اگر طاقت آجائے گئی، ضرور قضا کر لوں گا۔

## مسائل تراویح

تراویح بقول مفتی ہیں رکعت جماعت کے ساتھ سنت موکدہ ہے چنانچہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں سند صحیح مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیس رکعت کے ساتھ قیام کیا کرتے تھے۔ میں رکعت تراویح اور تین رکعت وتر۔ لہذا اعلان وہ ان تیس رکعت کے زیادہ جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں خلاصہ سے ہے نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک دتروں سے قبل اور دتروں کے بعد بھی تراویح پڑھ سکتے ہیں۔ اگر عشاء کی نماز دھوکے سے ہے وضو یا ناپاک کپڑے سے پڑھ لی اور تراویح اور وتر با وضو اور پاک کپڑے مہین کر پھر معلوم ہوا کہ عشاء بے وضو پڑھی گئی تو بقول مختار عشاء کی نماز مع سنتوں عشاء و تراویح اور وتر کی دھرا کی جائے گی۔ گو وتر کے اعادہ میں اختلاف ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد بقدر چار رکعت کے پینچنا صحیح و جمیل یا درود پڑھنا مستحب ہے جامع الرموز میں تین دفعہ اس شیخ کو پڑھنا مستحب لکھا ہے

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ. سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَبَرِيَّاتِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْغَنِيِّ الْذِي لَا يَمُوتُ مَبْنُوعٌ لِلنَّاسِ زَيْنًا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ يَا اللَّهُ نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

اگر دتروں اور تراویح کے درمیان لوگوں کو بیٹھنا ناگوار ہو، نہ بیٹھے۔ تراویح مرد و عورت دونوں کو پڑھنا سنت ہے۔ تراویح کی جماعت بھی مردوں پر سنت موکدہ ہے۔ اگر تراویح جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھی جائیں ثواب جماعت مل جائے گا مگر ثواب مسجد سے محروم رہے گا۔ اگر اپنی مسجد میں ختم قرآن یا جماعت تراویح نہ ہو یہ

دوسری جگہ امام خوش الحان ہو اور ان وجوہ سے مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائے جائز ہے مگر بہ نسبت خوش الحان امام کا درست خواں ہونا ضرور ہے۔ ایک امام کو دو مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھنا جائز نہیں۔ اگر آدمی ایک مسجد میں پڑھے آدمی دوسری مسجد میں، مضافتہ نہیں۔ افضل ایک امام کے پیچھے پوری تراویح پڑھنا ہے۔ اگر دو اماموں کے پیچھے تراویح پڑھی جائے تو طریق مستحب یہ ہے کہ پوری تسبیح کے بعد دوسرا شروع کرے ڈھائی یا ڈیڑھ یا ساڑھے تین تسبیح کے بعد دوسرے امام کا تراویح شروع کرنا خلاف طریق مستحب ہے۔ جائز ہے کہ فرض ایک امام پڑھائے اور تراویح دوسرا امام بلکہ سنت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابیؓ تراویح قنادی عاصیری میں سراج و ہاج سے اس طرح نقل کیا ہے کہ امامت لڑکے عاقل نابالغ کی بعض کے نزدیک تراویح جائز ہے اور اکثر کے نزدیک ناجائز ہے اور یہی قول قوی مطابق اصول حنفیہ کے ہے قاضی خاں میں ہے کہ بروایت صحیح اگر وقت تراویح فوت ہو جائے ان کی قضا بلا جماعت جائز ہے نہ باجماعت بعد وتر اگر یاد آئے کہ تراویح اٹھارہ رکعت اسی ہوئی ہے اگر جماعت سے دو رکعت ادا کر لیں جائز ہیں بعض فرماتے ہیں کہ عیدہ علیہ پڑھیں۔ فرض میں یا تراویح میں اگر بعض مقتدی کہیں کہ تسبیح رکعت ہوئی ہے اور بعض کہیں کہ دو رکعت ہوئی ہے تو جس طرف امام کو یقین ہو اس پر عمل کرے ورنہ جس کو امام سچ جانے اس کے قول پر عمل کرے علامہ صفحہ ۵۲۲ درمختار میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تراویح میں کل قرآن مجید پڑھنا سنن سنت ہے اور دو قرآن سننا پڑھنا فضیلت ہے اور تین پڑھنا سنن افضل ہے ورنہ بوجہ کمالی اور سستی سامعین کے ختم قرآن نہ ترک کیا جائے۔ البتہ اگر سامعین کم ہست اور سست ہو تو سنن حاکم اللہم اور التَّحِیَّات، درود شریف تو

ضرور پڑھے بعدہ جو دعا پڑھی جاتی ہے ترک کر دی جائے تو کچھ مضافتہ نہیں ہے۔ اگر جماعت فرض میں کسی کو شرکت نہ میسر ہو اور تہ فرض پڑھے تو اس کو تراویح جماعت سے پڑھنا جائز ہے البتہ سب لوگ فرض علیحدہ علیحدہ پڑھیں تو ان کو تراویح جماعت سے پڑھنا جائز نہیں، نہ کسی دوسرے شخص کو ان کی جماعت میں شریک ہونا جائز۔ اگر کسی نے تراویح نہیں پڑھی یا وتر پڑھانے والے امام کے ساتھ تراویح نہیں پڑھی تو فقہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے لیکن اگر فرض اور تراویح دونوں جماعت سے نہیں ادا کئے یا فقط فرض نہ اس جماعت کے ساتھ پڑھے، نہ دوسری کسی جماعت کے ساتھ تو اس کو وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں۔ علامہ شامی قسطنطنیہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہی روایت ہے۔ لہذا اگر تارک جماعت فرض اور تراویح یا فقط تارک جماعت فرض وتر جماعت سے پڑھے گا، مرکب فعل مکروہ ہوگا، نہ یہ کہ وتر بھی صحیح نہ ہوں اور اگر ایک یا دو تسبیح رو جائے تو وتر جماعت سے پڑھ کر ہو جب روایت صحیح دونوں تسبیح پیچھے ادا کر دی جائیں۔ اگر آنے والے نمازی نے جماعت ہوتی ہوئی پائی اور یہ نہیں معلوم کر سکتا کہ فرضوں کی جماعت ہے یا تراویح کی، خلاصہ سے قنادی ہند یہ میں لکھا ہے کہ اگر نیت اس طرح کرے گا کہ اگر نماز عشاء کی ہے، پیچھے اس امام کے عشاء کی نیت کرتا ہوں اور اگر تراویح ہے، تراویح کی نیت کرتا ہوں تو اقتداء صحیح ہو جائے گی پھر اگر معلوم ہوا کہ نماز عشاء تھی تو نماز ہو گئی اور اگر تراویح تو نقل ہو گئی، تراویح پھر پڑھے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ تراویح کا وقت بعد عشاء کے ہوتا ہے۔ فرض اور نقل اور وتر کی جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کسی جماعت سے چار تسبیح تراویح کی ملی تو اول تسبیح دوسری جگہ، دوسری خواہ تیسری خواہ چوتھی خواہ پانچویں تسبیح پڑھنے



والے امام کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔

دو لوں رکعت تراویح، بلکہ فرض میں اگر قرأت برابر پڑھی جائے بہتر ہے مگر امام محمد کے نزدیک اول رکعت دوسری رکعت سے زیادہ پڑھنا افضل ہے۔

ستا یسویں کو ختم کرنا قرآن کا تراویح میں افضل ہے۔ اسی واسطے مشائخ رحمہم اللہ نے تمام قرآن میں پانچ سو چالیس رکوع محین کئے ہیں اس واسطے کہ تراویح کی ستا یسویں کو پانچ سو چالیس ہی رکعت ہوتی ہے لہذا ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھنا افضل ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں بیس بیس آیت پڑھنا افضل ہے اس حساب سے بیس تراویح میں روزانہ چار سو آیت ہو جائے گی اور چار سو ستائیس میں ضرب دینے سے دس ہزار آٹھ سو آیتیں ہوتی ہیں چنانچہ کل قرآن مجید میں اسی قدر آیتیں ہیں۔

بعد ختم قرآن تراویح میں آخر ماہ رمضان تک تراویح ضرور پڑھنا چاہیے جو ہو وہ النہوہ اور سراج الوہاج سے فنا و عی ہند بہ میں بعد ختم تراویح چھوڑ دینے کو کفر و کفر یہ لکھا ہے۔

اگر تراویح میں بھول کر ایک سورۃ یا دو چار آیت درمیان سے چھوٹ گئی تو اس سورت میں یا ان آیتوں بھولی ہوئی سے سب پڑھی ہوئی کو دوبارہ پڑھنا مستحب ہے تاکہ ترتیب قرآن میں فرق نہ آئے اور اگر فقط چھوٹی ہوئی آیت کو پڑھ کر جس قدر پڑھ لیا ہے اس کے آگے سے شروع کر دے گا، گو جائز ہے مگر خلاف طریق سنت ہے۔ اسی طرح قنوی قاضی خاں میں ہے اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو گئی تو جس قدر قرآن اس میں پڑھا گیا تھا وہ ضرور دہرایا جائے تاکہ ختم قرآن جو تراویح میں سنت ہو مکمل ہو جائے۔

اگر کہیں حافظ قرآن نہ ہو تو بعض فرماتے ہیں فقط قل حوالہ سے تمام تراویح کی بیسوں رکعت پڑھ لی جائیں اور بعض فرماتے ہیں کہ الم تر کیف سے قل اعوذ برب الناس تک کے ساتھ تمام تراویح پڑھ لی جائیں۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں ایک سورت پڑھی جائے۔ اگر بلا عذر بیٹھ کر تراویح پڑھی جائیں گی، بہ نسبت قیام کے آدھا ثواب ملے گا طریق مستحب یہی ہے کہ تمام تراویح کھڑے ہو کر پڑھی جائیں۔ اگر امام کسی عذر سے بیٹھ کر تراویح پڑھے صحیح روایت یہی ہے کہ مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں۔ اگر امام نے بھول کر ایک سلام سے چار تراویح پڑھ لیں اور دوسری رکعت میں نہ بیٹھا اور سجدہ سہو کر لیا تو امام اعظم اور امام ابو یوسف سے اظہر روایت یہی ہے کہ استئمانا چاروں رکعت ہو گئیں اور قنوی مالکیری میں قنوی قاضی خاں اور سراج الوہاج سے منقول ہے، محمد بن الفضل اور ابو بکر فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ ان چاروں رکعت سے دو رکعت یعنی دو رکعت اول تراویح ہوں گی اور دو رکعت ثانی اور اگر دوسری رکعت میں مقدار التیات بیٹھ کر اس کو اول رکعت سمجھ کر کھڑا ہو گیا جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد آ جائے یا مقتدی سبحان اللہ کہہ کر یاد لائیں تو لازم ہے کہ بیٹھ کر التیات درود دعا پڑھ کر سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کر کے پھر التیات و درود دعا پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر بعد تیسری رکعت کے سجدے کی یاد آئے، چوتھی رکعت ملا لے اور التیات، درود دعا پڑھ کے اسی طرح بعد سلام سجدہ کر کے پھر التیات، درود پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے مگر اس صورت میں بھی بعض مشائخ کا یہی قول ہے کہ دو رکعت اول تراویح ہوں گی اور باقی دو ثانی اور قنوی ہندیہ میں قاضی خاں سے منقول ہے کہ عام مشائخ یہی فرماتے ہیں کہ اندریں صورت چاروں رکعت تراویح ہی شاری جائیں گی اور صحیح یہی روایت ہے اور اگر بیسوں تراویح ایک ہی

سلام سے پڑھی اور ہر رکعت پر قاعدہ کو کیا یا آٹھ یا دس رکعت قصد ایک سلام سے پڑھے اور ہر دور رکعت پر قاعدہ کر لیا، قصد اتوا بلاشبہ تراویح ادا تو ہو جائیں گی مگر یہ طریق خلاف طریق۔ (الخ)

مستحب ہے اور اگر ہر رکعت پر قاعدہ نہیں کیا اور فقط آخری میں کیا تو احتساباً وہ کل رکعت قائم مقام دور رکعت تراویح کی رکھی جائیں گی۔ اگر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لی اور پھر رکوع میں یا قیام میں سوتا رہ گیا اور امام کے سلام کی آوازیں کر آ نکھ کھلی جس قدر نماز رہ گئی ہے اس کو لازم ہے کہ اسی طرح پوری کرے جیسے امام کے پیچھے پوری کرتا ہے۔ یعنی الحمد اور سورت نہ پڑھے اور بقدر الحمد و سورت قیام کر کے نماز پوری کر کے سلام پھیر دے اور کل جماعت والی نمازوں میں فرائض مانگا نہ ہوں یا تراویح یا نماز جمعہ یا عیدین یہی حکم ہے کہ اگر سوتا رہا اور امام کے پیچھے ہی سمجھ کر نماز پوری کرے تاکہ ثواب جماعت فوت نہ ہو جائے۔ ایسا ہرگز نہ کرے کہ رہی ہوئی رکعتوں کو چھوڑ کر امام کے ساتھ شریک ہو جائے مثلاً امام کے ساتھ نیت کر کے سوتا رہ گیا اور جب امام دوسری رکعت کھڑا ہوا تو اس کو چاہیے کہ اول رکعت رہی ہوئی بغیر الحمد سورۃ کے پڑھے پھر امام کے ساتھ مل سکے تو دوسری میں شریک ہو جائے۔ ورنہ امام دوسری پڑھے یہ پہلی پڑھے امام سلام پھیرے یہ دوسری پڑھے کہ سلام پھیرے اگر امام تراویح میں سو گیا اور مثل سوتے سوتے ایک ہی پارہ یا آدھا پارہ پڑھ لیا جب آنکھ کھلی سونے کی حالت میں جس قدر پڑھا ہے اس کو پھر دہرائے اس واسطے کہ سونے کی حالت کا عمل قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

## احکام اعتکاف

میں رمضان کی عمر سے عید کا چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا تمام مسلمانوں پر سنت مودہ کفایہ ہے یعنی تمام شہر کے مسلمانوں سے یا تمام محلہ کے مسلمانوں سے ایک شخص بھی اگر اعتکاف کر لے گا تو اعتکاف نہ کرنے کا گناہ کسی پر نہ رہیگا ورنہ تمام اہل شہر تارک سنت اور گنہگار ہوں گے، اعتکاف ایسی مسجد میں کرے جس میں پانچوں وقت کی نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ اعتکاف گوشہ نشینی کو کہتے ہیں، حضور ﷺ ہمیشہ رمضان شریف میں بلانا نہ میں تاریخ کو عصر سے عید کے چاند تک اپنی مقدس مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

بعد نیت اعتکاف حد مسجد سے باہر لکنا بجز انسانی حاجتوں اور شرعی حاجتوں کے حرام ہو جاتا ہے۔ انسانی حاجتیں، پیشاب اور پاخانہ ہے اور نہانا، اگر نہانے کی حاجت ہو جائے اور استنجا کرنا اور وضو کرنا اور اگر کوئی گھر سے مسجد میں کھانا لانے والا نہ ہو تو بخار رقیق اور مرقی الفداح اور طحطاوی میں ہے کہ کھانا کھانے سے واسطے بعد مغرب گھر تک جانا بھی حوائج ضروریہ انسانی سے ہو جاتا ہے اور بہتر یہی ہے کہ کھانا گھر سے لے آئے اور مسجد میں کھائے اور حاجات شرعی سے نماز جمعہ ہے لہذا نماز جمعہ کو ایسے وقت جائے کہ وہاں جا کر چار سنتیں پڑھ کر خطبہ سن لے اور بعد چھ رکعت سنت پڑھ لے، اور جن ملکوں میں امیر الاسلام نہیں ہے متحہ الحقائق میں ہے وہاں اپنی مسجد اعتکاف میں آکر چار رکعت فرض اس نیت سے پڑھے کہ میں دو چار رکعت فرض اس آخر ظہر کے پڑھتا ہوں جو میرے ذمہ لازم ہے۔ طریق مستحب یہی ہے اور اگر زیادہ غصہ جائے یا وہاں ہی اعتکاف پورا کر لے جب بھی کچھ مضائقہ

اور نفل اعتکاف کے واسطے کوئی مدت مقرر نہیں۔ جو شخص جتنی دیر مسجد میں ٹھہرے اور نیت اعتکاف کرے، مفت ثواب اعتکاف پائے گا اسی آخر کے عشرہ میں جس میں اعتکاف کیا جاتا ہے، بموجب اکثر احادیث صحیحہ اور اقوال معتبرہ ایک رات ہے، جس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں چنانچہ حدیث میں وارد ہے

الْتَّبَعُوا هَٰذِهِ الْعَشِيرَ الْأَوَّلَ الْآخِرَ مِنْ رَمَضَانَ

فَحَرُّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَقْتِ مِنَ الْعَشِيرِ الْأَوَّلِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ  
یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ رمضان میں تلاش کرو اور آخر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

مراتی الفلاح میں ہے یعنی اکیسویں رات میں، یا بیسویں رات میں، پچیسویں رات میں یا ستائیسویں رات میں، یا اسیسویں رات میں اور بعض روایتوں میں پہلی رمضان بھی بتائی گئی ہے۔ اسی واسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سارے رمضان میں کبھی پہلی شب کو ہوتی ہے، کبھی بیچ کی راتوں میں، کبھی آخر راتوں میں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چوبیسویں رات ہوتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پچیسویں شب ہے۔

علامہ شرنبلالی بعد اس تمام مضمون کے تحریر فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر معتدل رات ہوتی ہے، نہ گرم، نہ سرد۔ اور اس رات کی صبح کو آفتاب بڑا شعاع مثل تھالی اور طشت کے صاف ٹھنڈا نکلتا ہے۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ اس رات کو ضرور کچھ ترشح بھی ہو جاتی ہے، علامہ عبد الرحمن صفوری، نزہۃ المجالس میں بحوالہ تحریر اپنے والد ماجد کے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رمضان شریف میں، میں نے شب قدر کو نہ پایا ہو۔

نہیں اگرچہ امر مکروہ ہے۔

اور اذان کے واسطے اگر مینارہ اذان کا دروازہ مسجد سے باہر ہو اور محکف موزن ہے خواہ موزن باہر مینارہ پر جانا ظاہر الروایت میں جائز ہے مگر بقول صحیح امام ناجائز۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ نہ نکلے اور اگر محکف وقت نیت کرنے اعتکاف کے یہ شرط کرے کہ عہدت اور نماز اٹھے۔ جنازہ کی اگر ضرورت ہوگی یا مجلس وعظ میں جانے کی تو بموجب اپنی شرط بقدر ضرورت امور مذکور کے واسطے مسجد سے باہر جانا جائز ہے اور بلانیت اگر پاخانہ جائے وقت گھر ہوتا جائے یا چلتے چلتے عیادت مریض کر لے مضا نقد نہیں۔

یہ تمام احکام بموجب تحقیق امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ چنانچہ امام اعظم کے نزدیک تو اگر بغرض شغذک حاصل کرنے کے غسل کرنے کو ایک ساعت یعنی ذرا سی دیر کو بھی قصد اخواہ بھول کر مسجد سے باہر جائے گا، اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اگرچہ بلا ضرورت مذکورہ محکف کو مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے مگر جب تک آدمی دن سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے گا، اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ بحر الرئیق میں ہے کہ ہدایہ سے یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے اور فتح القدیر میں قول امام کو ترجیح دی ہے۔ اسی صورت میں دونوں قویوں میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔ امام کے قول میں احتیاط ہے اور قول صاحبین رخصت پر مبنی ہے۔ اعتکاف میں محکف کو مسجد میں کھانا پینا، سونا دین کی کتابوں کا پڑھنا، مسک دینی بیان کرنا، بزرگ دین کے اور غائبیوں کے حالات بیان کرنا، اگر ضرورت پڑے بغیر لانے مال کے مسجد میں زبانی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ عبادت سمجھ کر مطلقاً چپ رہنا یا دنیا کی باتیں کرنا مطلقاً مکروہ ہے۔ مسجد سے سر باہر نکال کر بیوی سے سر دھلو لینا جائز ہے باقی تمام امور یوس وکنارہ وغیرہ محکف کو مطلقاً ناجائز ہیں۔



میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار کو یہ بدھ کو ہے شب قدر انیسویں رات کو ہوتی ہے اور جب جمعہ کی پہلی ہوتی ہے تو اکیسویں کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعہ یا منگل کی پہلی ہوتی ہے تو ستائیسویں رات کو ہوتی ہے اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو پچیسویں شب ہیبتہ القدر ہوتی ہے اور جب ہفتہ کی پہلی ہوتی ہے تو تیسویں شب کو ہوتی ہے۔ مگر اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس رات کی تلاش میں اگر عشرہ آخر کی دسویں رات شب بیداری کی جائے کیا محب ہے کہ اللہ ہر رات کی عبادت کا ثواب شب قدر ہی کے برابر عطا فرمائے کسی اہل دل کا کیا خوب محبت آمیز شعر ہے:

اے دوست چہ پرسی ز شب قدر نشانے  
ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانے



## فضائل شب قدر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

ليلة القدر عظیم من الف شهر

یعنی شب قدر کی عبادت کا ثواب ہزار مہینے یعنی تراسی برس چار مہینے کے

لگا تار عبادت سے زیادہ اور بہتر ہے

عہدہ صفوری علیہ الرحمۃ نزہۃ المجالس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ شب قدر میں فرماتا ہے کہ اے جبرائیل طہ اور اے میکائیل ذاکر اور اے اسرافیل راکع علیہم السلام چاہو میرے محبوب کی امت کے گہنگاروں کی زیارت کرو اور ستر ستر ہزار فرشتوں کو جو بالکل جسم ہوں اپنے ساتھ لے جاؤ۔ پھر اس شان عالی کے ساتھ یہ تینوں فرشتے چار نشان نیکرز زمین کی طرف اترتے ہیں اواء الحمد، لواء مغفرت، لواء کرم، لواء رحمت اس اہتمام کو تمام آسمان والے فرشتے یہاں تک کہ حوریں کن کہ رضوان، روضہ بہشت سے پوچھتی ہیں کہ آج اس قدر خیر و برکت کی یہ کیسی رات ہے؟ رضوان داورندہ فرماتے ہیں کہ آج تمہارے شوہروں کی نہایت شان عظمت کے ساتھ تم کو زیارت کرائی جائے گی پھر پردے اٹھ جاتے ہیں اور حوریں اپنے اپنے شوہروں کی جو گہنگاران امت مرحومہ سے ہیں زیارت کرتی ہیں پھر فرشتے مغفرت کے نشان کو قبر مکرم حضور ﷺ پر قائم کر دیتے ہیں اور رحمت کے نشان کو کعبہ شریف کے اوپر اور کرامت کے نشان کو ضحہ بیت المقدس پر اور لواء الحمد کو زمین آسمان کے درمیان معصق قائم کر کے کوئی مکان، در، چوہ، غلامان، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے مومن اور مومنہ عورتوں سے باقی نہیں رہتا کہ جہاں زیارت غلامان حبیب اللہ ﷺ کو فرشتے

نہیں داخل ہوتے پھرتے۔ پھر خالی بیٹھے ہوں پرفرشتے سلام علیک کرتے ہیں اور جو ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں ان پر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام سلام علیک فرماتے ہیں اور نماز پڑھنے والے اور درود پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔ مومن ایہ اسی محبوب خدا اشرف انبیاء تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا طفیل ہے جو ہم جیسے گنہگاروں کی زیارت کو ایسے الواحزم فرشتے گھر گھر گشت لگاتے ہیں اور مومن مرد و عورت کو پیام رحمت سناتے ہیں۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ اس رات میں کثرت سے درود پڑھو اور حضوری سرور عالم ﷺ حاصل کرو۔

حدیث صحیح میں وارد ہے جو کوئی میرے اوپر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور جتنے بھی بے گنتی بے شمار فرشتے ہیں، وہ سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور دلائل الخیرات اور حدیث صحیح مسند بزار و طیالسی سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ اپنے عاشقوں کی درود کی آواز بلا واسطہ سنتے ہیں یعنی درود خوں جب تک درود پڑھے حضور ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی رہتی ہے۔ یہ اسی شفیع المذنبین و رحمۃ للعالمین ﷺ کا صدقہ ہے کہ ہم گنہگاروں پر یہ گناہیں رحمت کی چھائی ہوئی ہیں۔ یہ رحمت ابر رحمت کی جھڑی لگی ہوئی ہے

صاحب نزہۃ الجلس، عیون الجاس سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حاضر ناظر حضور ﷺ میں یہ خیال گزرا کہ دیکھیے اللہ تعالیٰ میری امت کے ساتھ کیا کرتا ہے اسی وقت وحی آئی کہ اے محبوب غم اُمت کب تک کھینچتے رہو گے، میں اُن کو دنیا سے انہیں اُٹھوں گا جب تک اُن کو پیغمبروں کے ساتھ مرتبہ نہ عطا فرما دوں گا۔ چنانچہ پیغمبروں پرفرشتے وحی اور سلام الہی کے ساتھ اُترتے ہیں، تمہاری اُمت پر شب قدر کو ہم فرشتوں کو سلام اور رحمت کے ساتھ نازل فرمائیں گے۔

لہذا، بمقتضائے الہی رحمت عامہ کے ہم کو یہ بیش بہا تحفے عطا کئے جاتے ہیں۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی شب قدر میں تین بار لا الہ الا اللہ یقین کے ساتھ پڑھے، ایک کلمہ کی برکت سے اللہ اس کے سب گناہ بخش دیتا ہے اور دوسرے کلمہ کے بدولت دوزخ سے نجات عطا فرماتا ہے اور تیسرے کلمہ کے صلہ میں جنت عطا فرماتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے مروی ہے کہ جو کوئی شب قدر میں سات بار سورۃ انا انزلنا پڑھ لے، اس کو اللہ تعالیٰ تمام بلاؤں سے نجات عطا فرماتا ہے اور ستر ستر فرشتے اس کے واسطے جنت کے دعا کرتے ہیں اور جو کوئی قبل نماز جمعہ رمضان میں تین بار انا انزلنا پڑھ لیا کرے، جتنی تمام عالم میں اس جمعہ کی نماز پڑھنے والے ہیں، سب کی برابر اس کی نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ مگر واضح رہے کہ ایسا نہ ہو کہ بوجہ شب بیداری شب قدر صبح کی اور عشاء کی جماعت فوت ہو جائے اور نفع سے زیادہ نقصان ہو جائے۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جس کی صبح کی جماعت فوت ہو جاتی ہے۔ شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی صبح کی نماز عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اس کو رات بھر عبادت کا ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔ فضائل شب قدر اس سے بہت زیادہ ہیں کہ یہ مختصر اُس کو کافی ہو۔ لہذا خوف ملا لت طبع ناظرین اسی قدر اُس کر کے احکام ضروری عید الفطر بیان کئے جاتے ہیں۔

### بیان احکام عید الفطر

عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، جیسے عید الفطر کو منع کیا رکھیں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ کی جن کو ایام تشریق کہتے ہیں، روزہ رکھنا حرام ہے۔ عید کی صبح کو سنت ہے کہ بعد نماز صبح کے افضل یہ کہ چند کھجوریں یا کچھ میٹھا کھا کے شکر

خداوند کریم بجالائے اور جو شخص وقت صبح صادق عید کی بھی اگر ساڑھے سات تولہ سونے کا مالک ہو جائے اور اس سے پہلے محتاج ہو تو اس پر بھی واجب ہے اور جو اس قدر مال کا مالک نہ ہو، اس پر مستحب ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد اور اپنی بیوی کی طرف سے صدقہ فطر کا کسی مسکن محتاج کو دے کر نذر عید کو جائے اور اگر عید کے دن سے پہلے یا پیچھے بھی صدقہ فطر ادا کر دیا جائے گا بڑے مگر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ صدقہ فطر کا ہر آدمی کی طرف سے آدھا صاع گہوں ہے اور ٹھکانوی میں ہے کہ ایک صاع حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آٹھ رطل عراقی کا ہوتا ہے اور رطل عراقی ایک سو تین درہم کا۔ اس حساب سے ایک صاع، یہ پیمانہ ہوگا جس میں ایک ہزار چالیس درہم بھر گہوں سا جائیں۔ اور جو اہر اخلاقی میں ہے الدرہم الشرعی خمس و عشرون حدیث خمس چھ یعنی درہم ۲۵-۲۴ راتی کا ہوتا ہے۔ لہذا ایک صاع چھیس ہزار دوسو آٹھ زنی کا ہو۔ جس کے تین ہزار دوسو چھتر ماشہ ہوئے۔ اور چونکہ یہ کلدہار روپیہ مروجہ ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے صاع کے دوسو چوراسی روپیہ، چودہ آنے ہوئے۔ اور مروجہ انگریزی تھی روپیہ بھر کا ہوتا ہے لہذا اس حساب دوسو چوراسی روپیہ چودہ آنے بھر کے جو وزن صاع ہے تین سیر آدمی چھٹا تک بھر گہوں کا ہوا کہ جو احتیاطاً قدیم سے وزن صدقہ فطر کچھ بڑھا کر آدھا پاؤ کم دو سیر مشہور ہے مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حوالہ دیا بنت کیا گیا باجاء تحریر علامہ شامی علیہ رحمۃ (۱)۔ حقیقاً اس میں ہے کہ گہوں صاع شیعری سے ناپ مرئیے جائیں (۲) مولانا محمد وحید تحریر فرماتے ہیں کہ عفف صاع شیعری میں جو میں نے گہوں بھر کر توڑے تو ایک سو ساڑھے پچھتر روپیہ بھر ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ تھی روپیہ بھر کی، مگر یزی سیر ایک سو ساڑھے پچھتر روپے کے دو سیر تین چھٹا تک ٹھنی بھر یعنی دورتی کم ۶ ماشہ ہر

گیہوں ہوئے۔

اندریں صورت چونکہ صدقہ فطر کے تعین نصف صاع کے ساتھ جو ایک پیمانہ ہے شرعاً کی گئی اور مولانا ممدوح اسی پیمانہ کو حاصل کر کے اسی کے اندازہ سے جو وزن فطرہ کا بتلاتے ہیں وہی دو سیر تین چھٹا تک دورتی کم چھ ماشہ ہے، دیا کریں۔ ورنہ ہو جب تحریر طحاوی اور جو اہر اخلاقی مقدار نصف صاع جو بیون کی گئی اور احتیاطاً کچھ بڑھا کر علماء دین اس اسی روپیہ کے سیر سے آدھ پاؤ کم دو سیر بتلاتے چلے آئے ہیں، اس پر بھی عمل کرنے سے امید برات کمال کی ہے۔ مگر جو اہر اخلاقی میں جو وزن درہم ۲۵، ۲۴ نفل کیا ہے اس کی نسبت کہ جا کس کو کہتے ہیں ہم کو کچھ خدشہ باقی تھا مگر کشف الخطا سے بغلطی تعالیٰ وہ بھی رفع ہو گیا۔ صاحب کشف الخطا تحریر فرماتے ہیں "بدانکہ معتبر نزد ما صاع عراقی است و آن ہشت رطل است و رطل بست استار و ستار چار و نیم مثقال و مثقال بست قیراط و قیراط یک حبہ و چار خمس حبہ کہ آنرا بغاری سرخ گویند کہ ہشتم حبہ ماشہ است۔"

اور علامہ شامی علیہ رحمۃ وزن درہم شرعی چونکہ ستر جو بھر تحریر فرماتے ہیں در دانہ ہاں جو میں اس درجہ اختلاف کہ میں نے آگرہ میں امیر خاں صاحب سادہ کاری دوکان پر عہدہ نئے جو منگوا کر اس رتی سے جو کہ ماشہ کی پوری آٹھ چڑھے تھے سونا تو لے کے کانٹے میں اندازہ کر لیا تو عہدہ موئے جو رتی کے دو چڑھے۔ اور علاج انغربا میں رتی کے دو جوئی لکھے ہوئے نظر آئے۔ بلکہ پھر تمیز چھوٹے بڑے جو کے یا نہیں ماشہ کے ساتھ جو کوائے تو وہ بھی اسی حساب سے چاروں بھر کر کم ۱۶ جو چڑھے۔ لہذا اس حساب سے درہم شرعی ۳۵ رتی کا ہوا۔

اور چونکہ ہو جب تحریر مذکورہ علامہ طحاوی علیہ الرحمۃ و شامی علیہ رحمۃ صاع



ایس پیمانہ ہوتا ہے جس میں ایک ہزار چالیس درہم بھر مونگ یا ماش جس کے دانے تقریباً برابر ہوتے ہیں سائیں۔ اسی حساب سے صاع چھتیس ہزار چار سو رتی کا ہوا، جس کی چار ہزار پانچ سو پچاس ماشہ ہوئے اور تین سو پچانوے روپیہ کھداری رائج الوقت سوا دس آنے بھر اور چھٹا تک کم پانچ سیر سوا دس آنے بھر کا آتی روپے کے سیر سے جس کا نصف صاع جو مقدار صدقہ فطر ہے آدمی چھٹا تک کم ڈھائی سیر پانچ آنے بھر کا ہوا۔ پھر اسی احتیاط سے جب پرانے متوسط کو لکوائے تو رتی کے چار چھٹے۔ اس حساب سے درہم ساڑھے سترہ رتی کا ہوا، جس سے وزن صاع آدمی چھٹا تک کم ڈھائی کی سیر ہو اور آدمی صاع کے گیارہوں جو مقدار فطر ہے، آدمی چھٹا تک کم سوا سیر ہوئی۔

اور غالباً اسی بناء پر بعض منتظمین انجمن دئے اسلامیہ نے اپنے اشتہاروں میں صدقہ فطر سوا سیر لکھ دیا ہے اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے بھی عمدۃ الرعاۃ میں رتی کا وزن ۴۴۰ رو معین کر کے نصاب زکوٰۃ سونے کا پانچ تولہ ڈھائی ماشہ تحریر فرمایا اور نصاب زکوٰۃ چاندی کا جو دو سو درہم ہے رتی کو چار روپیہ کی برابر مقرر کر کے دو سو درہم کا وزن چھتیس تولہ ڈھائی ماشہ مقرر کر دیا۔ مگر زکوٰۃ میں اگر اسی تحقیق مولانا محمد روح پر جو مخالف تحقیق مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ و نواب قلیب الدین صاحب مرحوم وغیرہم ہی کوئی عمل کر کے جب چھتیس تولہ چاندی ڈھائی ماشہ یا فقط ڈھائی ماشہ پانچ تولہ سونے کا مالک ہو وہ بھی زکوٰۃ نکال دے چونکہ اس میں احتیاط ہے مضائقہ نہیں۔ ورنہ "مدراج النبوت" میں مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور "تفسیر عزیزی" میں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اور "مالا بدمنہ" میں قاضی صاحب علیہ الرحمۃ اور "مظاہر حق" میں نواب صاحب مرحوم نصاب چاندی کا ساڑھے باون تولہ

اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ تحریر فرماتے ہیں مگر اسی حساب پر قیاس کر کے اور رتی کا وزن مخالف واقعہ چار روپیہ میں مختصر رکھ کر صدقہ فطر کے سوا سیر گیارہوں کا فتویٰ بالکل مخالف تحقیق فقہاء متحققین ہے اس واسطے کہ صاع میں باعتبار وزن کے چونکہ مختلف قسم کے گہیوں اور روپیہ برابر نہیں سماتے اور باعتبار وزن اکثر اوقات کم و بیش ہو جاتے ہیں۔

صفحہ ۸۴ سطر ۱۷ جلد دوم شامی میں ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو صاع کو آٹھ رطل عراقی قرار دے کر اگر کوئی چار رطل گیارہوں سے صدقہ فطر ادا کرے گا ہر گز ادا نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ بوجہ بھاری ہونے گیارہوں کے ممکن ہے کہ چار رطل گیارہوں سے نصف صاع کا پیمانہ نہ بھرے مگر چونکہ اکثر جگہ پیمانہ صاع اور نصف صاع کا حدیم الوجہ ہے اس صفحہ مذکورہ شامی کی سطر ۱۷ سے علامہ ابن عابد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال الطحطاوی الصاع ثمانية ارطال مما يستوی کیلہ ووزنہ و معناه ان العدس يستوی کیلہ ووزنہ حتی لو وزن ثمانية ارطال ووضع فی الصاع لایذ بدوہ و ماسوی ذالک تارة یکون الوزن اکثر من الکیل کا لشعیر و تارة بالعکس کا الملع فاذا کان المکیال یسع ثمانية ارطال من العدس و الماش فهو الصاع اللی لیکال به الشعیر و الحنطة و التمر و ذکر نحوه فی الفتح لم قال و بهذا یرتفع الخلاف فیہ تقدیر الصاع کیلا ووزنا و مراده بالخلاف ما ذکرہ قبل قال لم یعتبر نصف صاع من بر من حیث الوزن عند الاحناف رحمہم اللہ الا انہم لما اختلفوا فی ان الصاع ثمانية ارطال او خمسة وثلث کان اجماعاً منهم انہ یعتبر بالوزن۔

خلاصہ ترجمہ یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نصف صاع گیسوں فطرہ میں دینا باعتبار وزن کے معتبر ہے۔ اس واسطے کہ جب بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ تہائی رطل اور پانچ رطل کا ہے تو گوکہ مقدار وزن میں اختلاف ہو مگر سب کا اجماع اس پر ضرور ہے کہ اعتبار صاع کا باعتبار وزن کے ہے۔ ہذا اعلیٰ طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر آٹھ رطل موٹگی یا موش کی ناپ کا پیمانہ بنالیا جائے تو باہمی اختلاف امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سرے ہی سے مٹ جائے اس واسطے کہ موٹگی یا موش کی ناپ کے پیمانہ میں کبھی ناپ در وزن میں کمی بیشی نہیں ہوتی در رطل گیسوں یا جو جس ناپ سے زیادہ ہی رہیں گے۔ بعدہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اگر آٹھ رطل جو سے ناپ کر پیمانہ بنایا جائے تو جو کھلی ہونے جو کے یہ پیمانہ بڑا ہے گا۔ لہذا احتیاط اس میں ہے کہ جو سے ناپ کر بنایا جائے۔

بہر پنج سب کا مقصود یہ ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ اصل نصف صاع حقیقی سے کم گیسوں دیئے جائیں اور صدقہ فطر ادا نہ ہو۔ اس میں احتیاط یہی ہے کہ جو شخص شرح و قایہ شامی کے حساب سے دے زیادہ سے زیادہ جو وزن حساب مذکورہ کتب سے نکلے کہ وہ باعتبار ہونے زنی کے دو جو بھر نصف صاع آدمی چھ تک کم ڈھائی سیر پانچ، شہر بھر کا ہوتا ہے، اس پر عمل کرے۔ ورنہ تحقیق مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ پر جو باعتبار خیر الامور اوسطا واجب العمل ہے اور نیز اصلی پیمانہ سے اعزازہ کی ہوئی ہے۔ عمل کرنے کو موجب برات تامہ اور واجب العمل سمجھے اور جو بموجب تحقیق جو اہر اخلاطی کشف الغطا احتیاطاً کچھ اضافہ کر کے آدھ پاؤ کم دو سیر گیسوں بتائے گئے ہیں۔ موقع احتیاط ضروری میں تحقیق فقہاء اور ان کے تقویٰ پر نگاہ کر کے اس مقدار سے کبھی کم نہ دے، ورنہ خوف نہیں بلکہ یقین ہے کہ صدقہ فطر سے برات حاصل نہ ہوگی۔ اللہ

ہم سب کو توفیق احتیاط اور تقویٰ کی عطا فرمائے اور امور دین میں سستی اور کم حوصلگی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

اب جب تحقیق صاع اور نصف صاع معلوم ہو چکی تو سنئے کہ اگر صدقہ فطر میں جو دے تو اسی حساب سے ایک صاع جو دے اور جن چیزوں سے صدقہ فطر دینے کی تصریح شارع علیہ السلام سے نہیں پاتی جاتی جیسے جوار، باجرہ، چنے، چاوس وغیرہ تو ان سے اتنا صدقہ فطر ادا کیا جائے جتنی یہ اشیاء جوار، باجرہ، وغیرہ نصف صاع گیسوں کی قیمت میں آتے ہوں۔ مستحب ہے کہ ایک آدمی کا پورا صدقہ فطر ایک مسکین کو دیا جائے اور اگر ایک آدمی کا صدقہ دو چار مسکینوں کو دے دیا جائے جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔

صدقہ فطر مثل زکوٰۃ کے اپنے ہر معنی ماں، باپ، دادا، علی ہذا اپنی شاخ یعنی بیٹا، بیٹی، لڑکا، لڑکی، پوتہ، پوتی کو دینا درست نہیں، نہ بیوی کا خاوند کو دینا ورنہ شوہر کا بیوی کو دینا علاوہ بریں بہن، بھائی، پھوپھی، خالہ، ساس، سالی وغیرہ اگر محتاج ہوں، سب کو دینا درست ہے۔

شامی میں ہے کہ بقول مفتی یہ صدقہ فطر کا کافروں کو بھی دینا درست نہیں۔ اندریں صورت جو لوگ صدقہ فطر یا اس کی قیمت ہندو فقیر کو زنی تاج، نکلنے والوں کو راستہ عید گاہ میں دیتے چلے جاتے ہیں ان کا صدقہ فطر ادا نہیں ہوتا۔

عید کے دن مستحب ہے کہ غسل کرے، خوشبو لگائے، عمدہ سے عمدہ کپڑے نئے خواہ دھوئے ہوئے پہنے، آہستہ آہستہ اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر واللہ الحمد۔ کہتے ہوئے خدا سے ڈرتے ہوئے، میدوار قبولیت نماز و روزہ کے تمام مسلمان عید گاہ کو جائیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جس رستہ سے جائیں، واپس اس رستہ سے نہ آئیں یہ بھی مستحب ہے کہ نماز عید کو اقل جائیں، سواری پر نہ زعیید کو جائے اور واپس آنا

جائز ہے، مگر مستحب یہی ہے کہ پیدل جائیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے عید کے دن بعض لوگوں کو دیکھا کہ ہنستے کھیلتے دنیا کی باتوں میں مشغول کپ شپ مارتے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو یقیناً معلوم ہے کہ ہمارے روزے تم پر فراموشیوں سے پاک تھے اور مقبول ہوئی گئے شکر کرنا لازم ہے۔ تکبیر کہتے ہوئے جانا لازم ہے، نہ کہ کھیل کود کے ساتھ اظہار یا شکری کرنا اور خدا خواستہ مقبول نہ ہوئے تو رونے اور گڑ گڑانے اور عذر تقصیر بجالانے کا موقع ہے، نہ کہ ان غویات باتوں کا مسلمانوں اسید الطائفہ خلیفہ اکمل حضرت سیدنا مولانا علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ، چشتیہ قادریہ تمام ہی سلسلوں کے سردار اتنے امور کو جائز نہ رکھیں بعد نماز عید تمام دنیا دارنا اہلوں کو قیامی کے بہانے سے اپنی نفسانی خواہشوں کے پوری کرنے کی کب اجازت دے سکتے ہیں لہذا تم کو لازم ہے کہ عید گاہ سے واپس بھی تکبیر آہستہ آہستہ کہتے ہوئے آؤ۔ بعد عید سعید دوسری تاریخ شوال سے شوال عید کے چھ روزے۔ مسلم شریف میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان شریف کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے ہی شوال کے چھ روزے رکھے اس کو تمام عمر روزے رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

### احکام نماز عید

نماز عید ہر مسلمان مرد و عورت بالغ مقیم تندرست آزاد پر واجب ہے۔ ساتھ چھ تکبیروں واجب کے۔ نیت نماز عید، نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر کی ساتھ چھ تکبیر واجب کے، عید کی نماز میں علاوہ پہلی تکبیر، تکبیر تحریمہ کے چھ تکبیر واجب ہیں۔ ہر تکبیر کا سوا نماز جنازہ کے جو بحالت قیام ادا کی جائیں یہ قاعدہ

ہے کہ جس تکبیر کے بعد کچھ پڑھا جائے، کانوں تک ہاتھ اٹھ کر بدوں چھوڑنے کے فوراً زیر ناف دونوں ہاتھ باندھائے جائیں اور جس کے بعد کچھ نہ پڑھا جائے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔

اور نماز جنازہ میں تکبیر کے ساتھ ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائی خلاف سنت ہے۔ البتہ عید بقر عید کی میں ہر تکبیر کے ساتھ بحالت قیام کانوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں لہذا چاہیے کہ اول نیت کر کے تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر سب ہاتھ باندھ لیں اور فقط سبحانک اللہم امام کے ساتھ بغیر اعوذ اور بسم اللہ کے ساتھ تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ کر چپ کھڑے رہیں اور امام الحمد اور سورت پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں جب امام قرأت سے فارغ ہو کر تکبیر کہے۔ تینوں تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ لے جا کر چھوڑے ہوئے چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چپے جائیں۔ تکبیر یہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص پیچھے آئے اور امام کو رکوع میں پائے اس کو چپے کہے بعد تکبیر تحریمہ یعنی نیت والی تکبیر کے تینوں تکبیر باقاعدہ کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے اور اگر بصورت ادا کرنے تینوں تکبیر کے بحالت رکوع میں چار تینوں تکبیر ادا کرے۔ مگر اس صورت میں رفع یدین نہ کرے۔ اسی طرح اگر امام بھول جائے تینوں تکبیر بعد قرأت در نیز رکوع میں اگر رکوع میں یاد آئے تو اس میں کر سکتا ہے۔ اور بعد جو شخص التحیات میں شریک ہو وہ اپنی نماز باقاعدہ مع قرأت الحمد و سورت تکبیرات پوری کرے۔

اگر کسی عذر معقول سے نماز عید پہلی تاریخ کو ادا نہ ہو سکے، دوسرے دن ادا کر لی جائے اور بد عذر دوسرے دن پڑھنا ہرگز جائز نہیں در مختار میں ہے کہ نماز عید ایک شہر میں مختلف جگہ بالاتفاق جائز ہے مگر مستحب یہی ہے کہ سب لوگ عید گاہ میں جائیں اور ایک نام کسی مسجد شہر میں نماز عید کے واسطے مقرر کر دیا جائے تاکہ ضعیف



لوگ اس کے ساتھ نماز ادا کر لیں اور جن کو عید گاہ میں نماز عید نہ ملی، وہ بھی یہاں آکر اس کے ساتھ نماز عید ادا کر سکیں اور جس کو جماعت نماز عید نہ ملے، نماز عید گاہ میں نہ پڑھے چنانچہ صفحہ ۶۱۸ درختار مصری میں ہے

ولا یصلیہا و حدان فالت مع الامام ولو بالافساد اتفاقاً فی الاصح او مکہ الذہاب الی امام آخر فعل لا یبالوہی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقاً (اور صفحہ ۶۱۲ رد المحتار میں ہے) وفي الحلاصہ والحاجۃ المسئلۃ ان یخرج الامام ابی الجبۃ و یستلف امام یمضی فی للمصر بالضعفاء بناء علی ان صلوۃ العیدین فی موضعین جائز بلا اتفاق

عبارت ہذا درختار سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب درختار کا یہ فرمانا کہ بلا اتفاق نماز عید متعدد جگہ ایک شہر میں جائز ہے۔ صحیح نہیں بلکہ مثل جمعہ کے بعض کے نزدیک خصوصاً متاخرین کے نزدیک جائز ہے اور اکثر متقدمین فقہاء کے نزدیک دو جگہ سے زیادہ جائز نہیں۔ اندریں صورت جب عید گاہ میں نماز نہ ملی اور دوسری مسجد شہر میں نماز عید نہ مل سکے، نماز عید دوسری جماعت عید گاہ میں کرنا مثل جماعت ثانی نماز پنجگانہ کے ایک ہی مسجد میں باوجود نہ ملنے جماعت اولی کے دوسری مسجد میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ایک گوشہ مسجد میں جماعت ثانی کر لے تو کوئی جائز ہے مگر کراہت اختلافی سے بچنا بہر حال مستحب اور مختلف فیہ قوں پر عمل کرنا بلا اتفاق خلاف اولی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ علامہ طحطاوی اگر امام قائل امامت عید مل جائے اس کے پیچھے جماعت ثانی نماز عید کو عید گاہ میں جائز لکھتے ہیں۔ مگر قوی عائگیریہ کی اس عبارت صفحہ ۱۶۱ سے

والامام لوصلیہا مع الجماعة وفالت بعض الناس

لا یقضیہا من فالتہ عرج الوقت اولہم یخرج۔

یہی سمجھ میں آتا ہے کہ نماز عید کی جماعت ثانی باوصف امید ملنے جماعت اولی عید کید دوسری مسجد میں عید گاہ میں پڑھنا نہ چاہئے واللہ اعلم و علمہ احکم۔ اگر امام بھول کر دوسری رکعت میں بھی قرات سے پہلے تکبیریں دکرے، نماز میں کچھ حرج نہ ہوگا مگر طریق سنت یہی ہے کہ دونوں رکعت کی قرات کے اول و آخر میں تکبیر کی جائیں۔ لہذا اگر کوئی دوسری رکعت میں آکر شریک ہو تو جب اپنی ایک رکعت ادا کر رہی ہوئی ادا کرے اسکو چاہئے کہ اس میں بھی تکبیریں بعد فارغ ہونے کے قرات سے کہے تاکہ دونوں رکعتوں کی قرات کے اوس و آخر تکبیریں واقع ہو جائیں۔ نماز عید کے واسطے نہ اذان کہنا جائز ہے، نہ تکبیر۔ بعد نماز سنت ہے کہ امام دو خطبے پڑھے اور مقتدیوں پر واجب ہے کہ چپ چاپ بیٹھ کر سنیں۔ فقط واللہ اعلم

### فوائد متفرقة

بخاری و مسند شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "دو کلمہ ہیں جو زبان پر بہت ہلکے مگر میزان عمل میں بہت وزنی ہوں گے اور خدا رحمان کو بہت پیارے ہیں اور وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ اعظم۔ صفحہ ۸ تفسیر سورۃ و بیل للمطہفین تفسیر عزیری میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو یہ سورۃ مبارک سنا کر فرمایا کہ پانچ گنا ہوں کی سزا دینا میں، پانچ عذاب مقرر کیے گئے ہیں۔ کسی قوم نے ملکہ عہد شکنی نہیں اختیار کی مگر ان کا دشمن ان پر غالب اور مقرر کر دیا جاتا ہے اور کوئی قوم مخالفت شریعت نہیں اختیار کرتی مگر مفلسی اور محتاجی ان میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور کسی قوم میں زنا اور لوٹے بازی کا رواج نہیں ہوتا مگر ان میں مری یعنی امراض مہلکہ کا خون، ہیضہ اور نئے نئے مرض پھیل جاتے

ہیں اور کوئی قوم توں ناپ میں کمی نہیں کرتی مگر جلا قضا ہو جاتی ہے اور زکوٰۃ بند کرنے  
 دایوں سے بارش (یعنی نفع والا میٹھ روک دیا جاتا ہے) چنانچہ ان سب گناہوں میں ہم  
 مبتلا ہیں اور اس کی سزا پار ہے ہیں۔ لہذا تمام مسلمان مرد و عورتوں پر لازم ہے کہ پردہ  
 کا اہتمام کریں، عورتوں گھروں سے نہ نکلیں تاکہ زنا کی بیخ کنی اور بد اطاعوں اور امراض  
 سے بچ سکیں۔ سب شریعت کے موافق اپنے تمام معاملات طے کریں بلکہ گورنمنٹ  
 سے درخواست کر کے اپنا قاضی مقرر کرالیں تاکہ تمام بلاؤں سے نجات ہو اور کثرت سے  
 جب کوئی بد آئے خواہ طاعون ہو یا کچھ اور دس پانچ افراد اکٹھے ہو کر یہ استغفار پڑھیں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ (مشکوٰۃ)

باب الاستغفار و العوبہ دوسری فصل

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا كَانَ لِلّٰهِ لِعَذَابِهِمْ وَ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ یعنی استغفار کرتے ہی ان پر  
 اللہ عذاب نہیں بھیجتا اور بعد یہ دعا پڑھنی مسنون ہے اور اس کے برکات بے شمار ہیں  
 سبحان الملک القدوس تین بار تیسری دفعہ قدوس کو مد کے  
 ساتھ سمیٹ کر پڑھیں اور اس کے بعد ربنا ورب الملائکۃ والروح۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے جن کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی  
 اللہ عنہ نے امام ترمذیؒ بیان کیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی سندوں سے  
 منقول ہے کہ حضور ﷺ و تروں کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری رکعت میں  
 قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ پڑھا کرتے تھے۔

چونکہ ایسی حدیث شریف کہ جس میں رکعتوں کی کثرت کے ساتھ سورتیں بھی  
 ہر رکعت کی گنا دی گئی ہوں، کوئی حدیث نہیں آئی، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ وتر کی تین رکعت پڑھی جائیں اور فجر و رمضان شریف کے ہر روز ہمیشہ تہا پڑھے  
 جائیں اور ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی، ترمذی شریف اور صحیح ابن حبان اور صحیح حاکم اور  
 مستدرک میں حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اتنی زیادتی اور ہے  
 تیسری رکعت قل حوالہ کے ساتھ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس  
 پڑھا کرتے تھے۔ اور کبیری میں مسند ام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت  
 ابو امامہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ وتر کے بعد حضور ﷺ دو رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے  
 تھے۔ پہلی میں اذ انزلت اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون۔ لہذا اوتروں اور و تروں  
 کے بعد کے نفوس میں اگر بغیر اس عقیدے گئے کہ ان سورتوں کے سوا اور کوئی سورت  
 پڑھنا درست نہیں ہے اگر یہی سورتیں وتر و نفل میں پڑھی جائیں افضل ہے۔

حصن حصین وغیرہ معتبر حدیث کی کتابوں سے ثابت ہے کہ بعد نماز  
 جو کوئی تین تین بار ان دعاؤں کو پڑھ لیا کرے تو رات بھر محفوظ رہے۔ چنانچہ خود میں  
 نے بار بار دیکھا کہ بھڑ وغیرہ کرتے میں کبھی ٹھس گئی تو کال کر پھینک دیا اور نہ کاٹا اور کبھی  
 کاٹا بھی تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ آج اسکا پڑھنا ہی بھول گئے تھے وہو اہذا

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلُّھَا مِنْ شَیْءٍ مَّا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ  
 لَا یَضُرُّعُ اِسْمُہُ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔۔

### فضائل صلوٰۃ التسبیح مع ترکیب

بموجب روایت حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ

عدیہ اسلمی معروف بہ کبیری میں ہے کہ حضرت ابو یوسفؒ ترمذی صاحب سنن  
 ترمذی فرماتے ہیں کہ احمد بن عابدہ فرماتے ہیں مجھ سے ابن وہب فرماتے ہیں کہ

میں نے عبداللہ بن مبارک سے صلوٰۃ التبیح کی ترکیب پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اول بعدنیت اللہ اکبر کے فقط اعوذ بسم اللہ کے سبحانک اللہم پڑھو پھر پندرہ بار سبحان اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ اَكْبَرُ وَاللهُ اَكْبَرُ پڑھو اعوذ اور بسم اللہ اور الحمد اور کوئی بھی سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھو پھر رکوع میں دس بار پڑھو پھر رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر دس بار پڑھو پھر سجدہ میں دس بار پڑھو پھر سیدھے بیٹھ کر دس بار پڑھو پھر دوسری رکعت میں اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی۔

دوسری روایت میں حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رکوع میں اول سبحان ربی الاعظم پڑھے۔ اسی طرح سجدے میں اول سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا چاہیے پھر یہ تسبیح نہ کر دے پڑھنا چاہیے پھر یہ بھی حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر صلوٰۃ التبیح میں بوجہ تاخیر فرض یا ترک واجب سجدہ ہو کر پڑے تو سجدہ ہو میں بجز سبحان ربی الاعلیٰ اور کچھ نہ پڑھا جائے گا اس واسطے کہ تسبیح یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہر رکعت میں فقط پندرہ بار ہی ثابت ہے کہ وہ چاروں رکعت میں تین سو بار ہو جاتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اگر تم اس نماز کو پڑھ لیا کرو تو اللہ تمہارے کل گناہ بچھلے گئے پرانے چھوٹے بڑے ظاہر و پوشیدہ اور جو قہر اسرزد ہوئے یا خطا سے سب کو بخش دے گا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ چچا تم اس کو روز پڑھ لیا کرو اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو جمعہ کے جمعہ ہی پڑھ لیا کرو اور اگر ہر جمعہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھ لیا کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر برس میں ایک بار پڑھ لیا کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساری عمر میں تو ایک بار پڑھ لو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ بخش دے علیٰ ہذا حدیث صحیح میں وارد ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی بعد نماز ذکر اللہ میں مشغول رہے اور بعد طلوع آفتاب دو رکعت اشراق پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے تاکید پھر تین بار فرمایا۔ ایک حج اور ایک عمرہ پوری پوری کا ثواب۔ صحیح حاکم میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پورا وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرے یعنی دو رکعت تحیۃ الوضو تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔

حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو محمد دیدار علی الرضوی نسہا والکھلی ندہا والحمد دی  
مشربا المصلیٰ فی جامع اکبر آباد۔

مورخہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری

حدۃ المبارک۔ ۳ بجکر ۲۰ صوف

شعر

ہر کہ خواند عاطع دارم..... زانکہ من بندہ گنہگارم

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے نفع بخشے اور مجھ گنہگار سے اس خدمت

کو قبول فرما کر موجب ترقی مدارج عقبی فرمائے آمین ثم آمین بحرمۃ النبی الامین

تنبیہ واضح ہو کہ تمام گناہوں سے بڑا گناہ اسلام میں لواطت یعنی اغلام ہے۔ یہاں

تک السدھ و جماعت کے نزدیک تو باہا نق لواطت اپنی بیوی سے بھی حرام ہے۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تحقیق

خوفناک زیادہ باتوں سے جن کا مجھ کو اپنی امت سے ڈر ہے، بہت ہی خوفناک بات یہ

ہے کہ میری امت میں حضرت لوط علیہ السلام کی امت کے عمل نہ ہونے لگیں کہ وہ عمل



اغلام ہے اور مرغ بازی، میٹھے لڑانا وغیرہ۔

اسی واسطے عذاب آخرت عباد مجہدین میں اغلام کی سزا میں اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ثبوت بحکم حاکم فاعل و مفعول دونوں کو روئی لپیٹ کر تیل ڈال کر جلا دیا جائے۔ بعض فرماتے ہیں دونوں کو باندھ کر پہاڑ سے لڑکا دیا جائے۔ بعض فرماتے ہیں نہ کو کھڑا کر کے ان پر دیو رڈال دی جائے۔ یہی ہذا بعد ثبوت زنا شریعت میں حاکم اسلام پر لازم ہے کہ دونوں کو پتھروں سے تمام مسلمان جمع ہو کر اتنا ماریں کہ جان سے مر جائیں۔

سخت انوس ہے کہ پھر مسلمان اور ایسی بلاؤں میں گرفتار ہوں اور رمضان شریف میں بھی ایسے حرکات سے نہ بچیں۔ ہندگان خدا ڈرو اور پھر ڈرو اور توبہ کر کے نیا زیں شروع کر دو جو کچھ باقی رمضان رہا ہے توبہ کر کے روزہ رکھ کر متقی بن جاؤ۔ اسی واسطے یہ روزے فرض کئے گئے ہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى  
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيُّهَا مَا مَعْلُومَاتُ، پر یقین رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو  
سب کو متقی بنا کر مقبول بنائے۔ آمین ثم آمین

برکاتِ مبارکہ

نعتوں کی ڈائری

صاحبزادہ عبدالرحمن رصافت ادوی  
نظم برکات و برکاتِ مبارکہ

# فضائلِ رمضان

ماہ شعبان المعظم کے فضائل کا بیان

تصنیف طبع

عزیز علی حسنین، جلدی ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۹۰۷ء  
حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری ہمدانی  
پلی و پریز کی، العلوم عربیہ خانہ

۱۴۲۸ھ

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف نقوی ایم مد  
ایم برکات و برکاتِ مبارکہ



رضوان کتب خانہ

کے بیچ پشاور روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838 0300-9492310

Tel: 042-37114729

Web: www.hizbulahna.com

## تعارف مصنف

مفتی اعظم پاکستان امام اہلسنت

خليفة اعلیٰ حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری مدظلہ العالی

۲۰ شوال الحکرم ۱۳۹۸ھ

ہندوستان کی مشہور ریاست اتر پردیش میں پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار امام محمد شین سید ایدار علی شاہ محدث دوری حبیبہ ممتاز عالم دین اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم سے دارالعلوم قوت الاسلام ریاست اور میں حاصل کی اس وقت دارالعلوم میں مولانا عبدالمکریم مولانا ظہور احمد حضرت پراس خان مدرسین تھے۔ اس نے بعد آپ نے مولانا ارشد حسین رامپوری مفتی رین الدین مولانا افضل خان قاضی مراد علی مفتی سعد اللہ خان مفتی علف اللہ خان رامپوری اور مولانا صوفی عبدالقیوم سے بقیہ علمی کتابیں پڑھیں پھر صدرالفاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی حبیبہ سے مدرسہ سنت و جماعت مراد آباد میں و خدیوہ اور درس نظامی کی آخری موقوف علیہ کتابیں پڑھیں۔ بعد میں اس دارالعلوم کا نام قبہ سید صاحب کی تحریک پر ۱۳۵۲ھ ہجری میں جامعہ نعیمیہ رکھ دیا۔ جو ہندوستان میں سنت کی معروف دینی درس گاہ ہے۔ سیوں کے تاریخی رسالہ سواد اعظم مراد آباد کا بیہا شمار ہے آپ کی نگرانی و

نظم میں شائع ہوا۔ پھر آپ نے اپنے والد مکرم کے پاس آگرہ میں دورہ حدیث کی کتابیں مکمل پڑھیں اور علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ اس دنوں آگرہ علم و سیاست کا مرکز تھا۔

۱۳۳۷ھ ۱۹۱۸ء میں حضرت صدرالفاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی حبیبہ اور اپنے والد بزرگ کی معیت میں امام اہلسنت علی حضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی حبیبہ کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ علی حضرت نے عظیم باپ اور عظیم بیٹے دونوں کو تمام علوم عالیہ اسلامیہ اس عظیم قرآن حدیث فقہ و فقیر و اصول اور تمام اعمال و کار سلاسل و یہ خصوصاً سند قادریہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور اپنے دست خاص سے سند خلافت کھڑکھ فرمائی۔

استاد برامی صدرالفاضل اور امام محترم مولانا سید ایدار علی شاہ حبیبہ تو واپس آئے اور حضرت علامہ ابوالبرکات اعلیٰ حضرت عظیم اہرکت کی خدمت اقدس میں ٹھہر گئے تقریباً پونے دو سال امام اہلسنت کی خدمت میں رہ کر فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کی اور فیوض روحانی کا اکتساب کیا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت کے فتویٰ رضویہ کی جلد دل کی طباعت شروع تھی۔ اعلیٰ حضرت نے علامہ سید ابوالبرکات کو اس کی طباعت اور تصحیح کا نگران مقرر کیا اور بہار شریعت کے پہلے تین حصے بھی آپ نے ابوالعلائی پر لیں آگرہ میں طبع کرائے۔

۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء میں جب کہ تحریک خلافت زوروں پر تھی۔ ندوہ کے اثرات بڑھ رہے تھے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب مدین مولانا خراسانی بادی وغیرہ علماء خلافت کے پیٹھ دارم پر ہندو مسلم اتحاد سے تقریریں کر رہے تھے مگر مولانا سید ایدار علی شاہ مفتی آگرہ اور علامہ ابوالبرکات سید محمد احمد قادری اور علامہ

ابوالبرکات سید احمد قادری چونکہ دو قومی نظریہ کے حامی تھے اور ہندو مسلم اتحاد کو شرعاً ناپزیر سمجھتے تھے۔ اس لئے یہ حضرات خلافت نبویؐ، مراکمز کی مخالفت میں جیسے کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے مولانا سید دیدار علی شاہ کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیل گئی اور پنجاب میں آپ کے دینی اور سیاسی نظریات کی حمایت کرنے والے مشائخ کرام میں سے امیر امت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور سر تاج ادبیاء حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی ذیل گوردی پیش پیش تھے۔ لاہور کے دینی علمی اور سیاسی حلقوں نے سید محمد ثین سید دیدار علی شاہ بیسیدہ کی حق گوئی و رفق پسندی کے پیش نظر آپ کو لاہور میں جیسوں میں تقریر کرنے کی دعوت دی۔ حضرت محدث الوری نے پنجاب کے دل دہور میں مؤثر اور مدلل تقریریں فرما کر دہنوں کو یک جا بخش۔ چنانچہ یہاں کے عوام و خواص کے اصرار پر آگرہ چھوڑ کر ۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء میں لاہور تشریف لے آئے اور حضرت علامہ سید ابوالبرکات اس کی جگہ آگرہ کی جامع مسجد کے خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے ارادہ ندرانی نے لاہور میں جامع مسجد حضرت تاج تاج بخش بیسیدہ کی خطابت کیلئے آپ کو طلب فرمایا۔ چنانچہ آپ ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۳ء میں لاہور آئے۔ جامع مسجد و تاج بخش بیسیدہ کی خطابت کے دوران مولانا محرم علی چشتی سید محمد امین ندرانی و رقیفہ مولوی تاج دین کے مشورے سے آپ کو مسجد وزیر خان میں عوم دینیہ کی تدریس کیلئے مقرر کیا گیا۔ مسجد وزیر خان میں ان دنوں مولانا سید دیدار علی شاہ بیسیدہ خطابت فرماتے تھے۔ قبلہ سید صاحب کی قابیلیت و علم و فضل کی شہرت سارے پنجاب میں بہت جلد پھیل گئی اور حدیث و علوم دینیہ بکثرت لاہور پہنچنے لگے۔ ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء میں حجاز مقدس میں نجدیوں نے فوج

کشی کے دوران حرمین شریفین میں بہت سے مقامات مقدسہ و مزارات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کو شہید کر دیا۔ جس کے نتیجے میں مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات نے پنجاب میں اس کے خلاف ایک تحریک چلائی اور مقامات مقدسہ کے احترام کے بارے میں کئی کتابچے تحریر فرمائے جو انجمن حزب الاحناف کی طرف سے شائع کئے گئے۔ انہیں ایام میں ملک میں ہندوؤں کی طرف سے فتنہ ارتداد یعنی شیعہ کی تحریک شروع کی گئی اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو معاذ اللہ مرتد کرنے کیلئے بڑا وسیع پروگرام بنایا تو حضرت صدر افاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی بیسیدہ نے مراد آباد میں ایک اسلامی تبلیغی مرکز قائم کیا اور علامہ سید ابوالبرکات صاحب اور امیر امت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری بیسیدہ نے پنجاب میں ایک تبلیغی مرکز بنایا اور تریہ ساجیوں کے خلاف مسلحین تیار کئے۔ جب کہ ہندو مسلم اتحاد کا غلاف بند کرنے والے ملقاہ زیر پر تھے۔ اس وقت حضور مفتی اعظم قبلہ سید صاحب اور اس کے برہمنوں نے استقامت کی راہ ترک نہ کی پوری قوت سے اس فتنے کا سد باب کیا۔ اسی سلسلے میں آپ پر خنجر سے حملہ بھی کیا گیا۔ گردن مبارک پر چھ گچہ لبارغم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ مسجد وزیر خان میں درس نظامیہ کا سلسلہ ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۳ء ہی میں شروع ہو گیا تھا اور حضرت سید صاحب درس نظامی کی تدریس کے فرائض احسن وجوہ انجام دے رہے تھے۔ انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے نام سے یہ مدرسہ پنجاب میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا تھا جس کی بنیاد حضرت امام اہلسنت مولانا سید دیدار علی شاہ بیسیدہ نے اپنے رفقاء کے تعاون سے ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۳ء میں رکھی تھی۔ تاہم ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء کی مجلس مشاورت میں اس مدرسہ کو ایک عظیم دارالعلوم کی شکل دی گئی و اس نے



دائرہ کار کو وسیع کر دیا گیا۔ اسی سال ۱۹۲۶ء میں حضرت سید صاحب رحمہ اللہ نے کوکو درکشا پ لاہور میں جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ یہاں آپ نے ہاں سال مسلسل خطبہ دیا۔ آپ کے خطبہ جمعہ میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا۔ درکشا پ کے مدد زمین کے علاوہ شہر سے بھی کثیر تعداد میں مسلمان آپ کا خطبہ جمعہ سنے لینے وہاں جمع ہوتے۔ خطبہ جمعہ تقابلاً ہوتا کہ سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسدہ قبوں لیا اور مسک حقد است و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کا آپ نے ایک معیار قائم فرمایا۔ مسجد وزیر خان کا تبلیغی مہم دینی کی تعلیم و تدریس کا مرکز بن گیا۔ طلباء کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ بعض ”مصلح“ کی بناء پر مسجد وزیر خان کے اس وقت کے متولی مرزا اختر علی خان نے اختلاف شروع کر دیا۔ چنانچہ سید احمد شین حضرت مولانا سید ایدر علی شاہ محدث الوری رحمہ اللہ نے مسجد کی خطابت سے استعفیٰ کر دیا۔ مرزا انجمن حزب اہل حنف کا ایک مشاورتی جلسہ حضرت مولانا محرم علی پشتی کے مکان پر ہوا اور ۲۷ فروری ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء کو ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا۔

”حضرت مولانا سید ایدر علی شاہ رحمہ اللہ نے مذہبی وجوہات کی بناء پر مسجد وزیر خان کے تعلقات سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور مولانا اپنے وطن مالوہ کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے تشریف لے جانے سے نہ صرف لاہور بلکہ حجاب میں خفی جماعت کو نقصان عظیم پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ ہذا مولانا سے درخواست کی جا کہ وہ سراسر اپنے راۃ روانگی کا سوا ذرا میں درالعلوم مرزا انجمن حزب الاحناف میں درس حدیث کے فرائض بدستور ادا فرماتے رہیں۔“

چنانچہ حضرت محدث الوری نے احباب کی اس درخواست کو قبول فرمایا

اور تبلیغ و اشاعت دین میں مشغول ہو گئے۔ دارالعلوم حزب اہل حنف کا ابتدائی دور بڑی بے سروسامانی کا تھا۔ مسجد وزیر خان سے نکل کر منڈ بازار اور پھر وہاں سے یکی دروازہ پھر دانی گند کی جامع مسجد در حد ازاں مکی۔ ڈوکی مسجد میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ہلا خاندروں وہی دروازہ شیر شاہ سوری کے رہانے کی تعمیر شدہ عین گندوں کی مسجد دارالعلوم کیے منتخب کی گئی۔ یہ مسجد غیر آباد تھی۔ اس کی صفائی اور مرمت کی گئی۔ سب سے پہلے میر ملت سید جماعت علی محدث علی پوری نے پانچ سو روپیہ مسجد اور دارالعلوم پر خرچ کیا اور بہت تھوڑی مدت میں دارالعلوم نہایت عروج پر پہنچ گیا۔ آپ کے علاوہ آپ کے والد محترم حضرت مولانا سید ایدر علی شاہ مولانا عبد اقیوم در مولانا عبد اکتاں جیسے قابل حضرات شریک تدریس تھے۔ سب سے پہلے جلسہ دستار فہیت میں پاک و ہند کے نامور مشاہیر، اہل علم و کرام، مشائخ عظام جن میں سے صدر الفاضل سید نعیم الدین مراد آبادی حجتہ الاسلام شہزادہ علی حضرت مولانا حامد رضا خان مولانا عبد العزیز خان محدث مولانا مشتاق احمد کانپوری مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان آفتاب چشتی، سید مہر علی شاہ گوزئی، مخدوم صدر الدین ملتانی، فقیر اعظم مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی، شیخ القرآن امام الدین قادری مولانا معوان حسین خطیب شاہی مسجد لاہور اور میر ملت سید جماعت علی محدث علی پوری رونق افروز ہوئے۔ اس جلسے نے ہندو بھر میں دارالعلوم کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ ملک کے طرف و اکنف سے بے شمار علماء جمع ہونے لگے اور اسے چل کر دارالعلوم حزب اہل حنف نے بڑے بڑے محدث و مفسر فقیر اور مبلغ تیار کے حواسان شہرت پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے جن میں ستارہ العلماء مولانا محمد مہ الدین قاضی، سراج احمد مرحوم مولانا سید محمد علی رضوی مولانا ابو نور محمد بشیر کانپوری

مولانا غلام دین مرحوم علامہ عبد جلیل ہزاروی مرحوم مولانا حافظ مظہر الدین رمدانی  
فقیہ عظیم مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری مولانا عبد عزیز مرحوم منڈی بوروالہ شیخ  
الحدیث محمد عبداللہ قصوری حافظ محمد عامر سیالکوٹی مولانا محمد تازہ گل کابلی شیخ  
القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی مولانا محبوب علی خان بھٹی مرحوم مولانا غلام  
ربانی چشتی لالہ موسیٰ زینت القرآن قاری غلام رسول مددہ بولہیان الہی بخش مولانا  
غلام مہر علی چشتیاں شریف حضرت پیر حافظ غلام ہارک خلف الرشید حضرت مولانا  
محمد یار فریدی رحمہ اللہ مولانا غلام ربانی رمدی نہایت معروف اور ممتاز ہیں اور اپنی  
تعلیمی تدریس اور تبلیغی و سیاسی خدمات کی وجہ سے ارض پاکستان پر بلند پایہ شہرت  
و عزت کے حامل ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان مددہ ابوالہ کات سید احمد قادری برصغیر  
پاک و ہند میں خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے نہایت قریبی علمی تعلق  
رکھنے والے علماء میں سے آخری مرد جمیل تھے۔ آپ کے اور شاہ عبدالعزیز محدث  
دہلوی رحمہ اللہ کے مابین صرف دو واسطے تھے یعنی مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب  
رحمہ اللہ نے حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے  
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ سے سند حدیث حاصل کی اور سلسلہ  
طریقہ میں حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اشرفی رحمہ اللہ کے مرید و حجاز تھے۔ اسی  
نسبت سے آپ و آپ کے مریدین اپنے آپ کو شرفی بھی لکھتے ہیں۔

۱۳۴۹ھ ۱۹۳۰ء میں شہزاد ایکٹ کا فتنہ اٹھا۔ جس کی رو سے نابالغ بچوں  
کی شادی ممنوع قرار پائی۔ اس ایکٹ کے نفاذ پر آپ نے اس کے خلاف مہم  
چلائی اور متعدد ناہانوں کے نکاح پڑھائے پاک و ہند کے علماء و مشائخ نے آپ  
کی پر زور تائید و حمایت کی۔

چنانچہ قبلہ سید صاحب رحمہ اللہ نے ص ۷۰ کے ایک وفد کے ساتھ جناب محمد علی  
جناح رحمہ اللہ اور دوسرے مسلم ممبران کونسل سے دہلی میں ملاقات کی اور انہیں اس  
مسئلہ کی نوعیت سے صحیح طور پر آگاہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں مجبور ہو کر سنٹ کو اس  
ایکٹ میں ترمیم کرنا پڑی۔ نئی دفعہ شہر رسول راج پور نے بدنام زمانہ کتاب  
"زنجیلا رسول" شائع کی۔ جس میں ہر گاہ سرور کوٹھن سوات میں سخت گستاخیاں  
کیں۔ مامور کے ایک نوجوان علم لدین جو حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کے درس  
میں شامل ہو کرتے تھے اور سید صاحب رحمہ اللہ کے درس میں تعظیم و احترام  
رسالت مآب کی خصوصی تقیین کی جاتی تھی اور گستاخان رسول کی مذمت کی جاتی  
تھی۔ علم لدین نے حضرت کے درس و تدریس و مواعظ سے متاثر ہو کر راج پال کو  
اصل جہنم سراہا۔ یہی نوجوان علم لدین شہید کے نام سے مشہور ہو۔ جناب غلام  
دشہر صاحب نامی نے اپنی کتاب "غازی علم لدین" میں لکھا ہے کہ مددہ اقباس نے  
کہا کہ غازی شہید کا جنازہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ پڑھا میں۔ اس  
کے علاوہ آپ اپنے والد گرامی سے سند یہ نقشہ یہ مجددیہ میں بھی مجاز تھے۔

۱۳۵۳ھ ۱۹۳۵ء میں امام احمد ثین مولانا سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ کا  
وصال ہو گیا اور اس کے چہلم سے فارغ ہو کر اپنے استاد مکرّم صدرالہ فضل سید محمد  
نعیم الدین مراد آبادی اور شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اور دیگر علماء  
اہلسنت کی معیت میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت  
سے بہرہ مند ہوئے اور حرمین شریفین کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر لوٹے  
اور واپس تشریف لے کر خدمت دین میں مصروف و منہمک ہو گئے۔ اسی دوران مسجد  
شہید گنج کی تحریک زور شور سے چلی تو حضرت امیر ملت علی پوری رحمہ اللہ مولانا

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ و رحمۃ اللہ علیہ مولانا ابوالبرکات سید محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسجد کی وائزاری کیے نہایت جدوجہد کی مگر انگریز کی اسلام دشمنی ورجس حرار کی سازش اور خداری کی وجہ سے یہ مسجد شبیبہ کر دی گئی اور شومنی قسمت سے آج تک اس پر سکھوں کا قبضہ ہے۔ حالانکہ اس تحریک میں مسجد وائزاری کیے پیشتر مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ خدا وہ وقت دے کہ یہ مسجد مسلمانوں کی قیومیل میں آئے اور خانہ خدا عبادت سے معمور ہو۔

۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان پاس ہوئی اور کانگریس ورجس حراری علماء نے ہندوؤں سے مل کر دو قومی نظریہ کی شدید مخالفت کی یہاں تک کہ یک حراری میڈر نے اپنے جلسوں میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پے بھی بنا سکے۔ ان کے مقابل علماء اور مشائخ اہلسنت نے نظریہ پاکستان کی پرورد حمایت کی۔ اسوادل اعظم مراد آباد نے بردست حمایت کی۔

۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء میں بنارس میں آس انڈیا سنی کانفرنس جو برصغیر کی تاریخ میں ایک عظیم اور مشائی کانفرنس تھی منعقد ہوئی۔ جس میں علماء اور مشائخ نے شمولیت کی۔ علامہ ابوالبرکات اور ان کے ہم مسلک علماء شروع سے ہی دو قومی نظریہ کے علم برداروں سے پہلے ہمیشہ تحریروں میں ہندو مسلم اتحادی شدید مخالفت کرتے رہتے تھے۔ اس کانفرنس میں نہایت شان و شکات سے شریک ہوئے ورتحریک پاکستان کی حمایت میں ملک گیر دورے کئے۔ جس کے نتیجے میں بفضل ایزدی پاکستان معرض وجود میں آیا۔

۱۳۶۸ھ ۱۹۴۸ء پاکستان بننے کے بعد آس انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا نام جمعیت علماء ہند کے مقابلہ میں جمعیت علماء پاکستان رکھا اور انوار العلوم ملتان کے

سارنہ جلسہ کے موقع پر جمعیت کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اجلاس میں علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ ورتحدث پاکستان مولانا سردار محمد لال پوری رحمۃ اللہ علیہ علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ پیر عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ بھرجونڈی شریف علامہ سید محمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پیر امین الحسنات رحمۃ اللہ علیہ آف، مکی شریف مولانا عبدالحمید بدایونی رحمۃ اللہ علیہ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکازاری رحمۃ اللہ علیہ مولانا مفتی حمید علی خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام شریک تھے اور ہارفاق علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت کا صدر اؤس منتخب کیا گیا۔ ۱۹۴۸ء ہی میں جب تحریک آزادی کشمیر شروع ہوئی تو علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے پہلے اس تحریک کی حمایت کی وراس جہاد کو مدنی جہاد قرار دیا۔ جب کہ سودودی صاحب نے فتویٰ دیا کہ جہاد کشمیر اسلامی نہیں ہے۔ سید صاحب نے علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں دیگر مکاتب فکر علماء سے جہاد کشمیر کے حق میں دستخط کرائے اور پبلک جلسوں میں مجاہدین کیلئے سامان جمع کرنے کی مہم چلائی۔ موچی گیٹ میں ایک عظیم شان کشمیر کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں صدر آزاد کشمیر بھی شریک ہوئے رکھوں روپوں کا سامان جمع کیا گیا۔ علامہ ابوالحسنات جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ خود محاذ جنگ پر تشریف لے گئے اور مجاہدین میں وہ سامان اور نقد روپیہ تقسیم کیا وراس کے بعد بھی لاکھوں روپیہ چندہ اکٹھا کر کے ارسال فرمایا انہیں خدمات کی مدت علامہ ابوالحسنات کو غازی کشمیر کا خطاب دیا گیا۔

۱۳۶۹ھ ۱۹۴۹ء میں پہلی دستور ساز اسمبلی نے جو قرارداد مقاصد پیش کی تھی۔ اس میں بھی ان دونوں بھائیوں کی مساعی کا بڑا حصہ تھا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ نے عوام وخواص کے دلوں پر یہ بات اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے نقش کر



دی کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ سدھم اور صرف اسلام کے نام پر کیا تھا۔ لہذا پاکستان کا دستور بھی اسلامی بنیادوں پر ہی مرتب ہونا چاہیے۔

۱۳۷۳ھ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ اس میں بھی ان دونوں بھائیوں اور ان کے ہم مسلک علماء اور متعقلین نے بہت زیادہ حصہ لیا۔ علامہ ابو حسنا سید محمد احمد قادری کو تمام مکاتب فکر کے علماء نے مجلس عمل کا صدر منتخب کیا، اور اسی قیادت کے دوران علامہ ابو حسنا اور دیگر علماء کرام کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ کرچی، سکھر، رحیدر آباد کی جیلوں میں ایک سال تک پابند قید و سلاسل رہے۔ علامہ ابو حسنا کے اکلوتے صاحبزادے مولانا امین الحسنات سید خلیل احمد قادری کو پہلے سزائے موت سنائی گئی۔ پھر اس کو بدل کر چودہ سال قید با مشقت کا حکم سنایا گیا۔ مفروض اس سخت امتحان میں بھی دونوں بھائیوں نے نہایت استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ اگرچہ علامہ ابو سرکات گرفتار نہیں ہوئے۔ مگر انہیں کیا یہ قلق کم تھا کہ بھائی اور بھتیجے کے علاوہ سینکڑوں شاگرد جیل کی صعوبتیں اٹھا رہے تھے۔

۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء میں علماء اہلسنت کا ایک وفد جنگ تھبر کے بند ہو جانے کے بعد لاہور میں لینڈ مارشل جرنل محمد ایوب خان مرحوم سے علامہ جس کی قیادت مفتی عظیم پاکستان علامہ ابو لبرکات سید احمد قادری نے کی۔ علماء کی گفتگو کے بعد جرنل محمد ایوب خان نے سید صاحب سے دعا کی درخواست کی سید صاحب نے ہاتھ اٹھائے اور چند دعائیں کھلتے فرماتے کے بعد جرنل محمد ایوب خان کو مخاطب کرتے ہوئے علامہ مصطفیٰ سرافند کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور صدر ایوب خان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”دعا کی کروں آپ نے عائلی آرڈیننس نافذ کیا ہے۔ جس کی متعدد

دفعات قرآنی آیات کے صریح خلاف ہیں۔ آپ ان کو فی الفور منسوخ کریں اور اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ آپ نے شاستری کی ارتھی کو کندھا دیا۔ ایک مشرک کے ساتھ ایسا برتاؤ کب جائز ہے۔“

اس پر صدر جرنل محمد ایوب خان نے عائلی آرڈیننس میں شریعت کے مطابق ترمیم کا وعدہ کیا اور شاستری کی ارتھی کو کندھا دینے کے متعلق کہا ”یہ ایک رکی چیز تھی مجھے مجبوراً شریک ہونا پڑا۔“

اس کے بعد حضرت مفتی اعظم قبلہ سید صاحب نے دعا فرمائی۔

”ابھی صدر محمد ایوب خان دربار باب حکومت کو پاکستان میں نظام مصطفیٰ سرافند کو عملی طور پر جاری کرنے کی توفیق عطا فرما اور پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھنا۔“

اس ملاقات میں ان کے نامور صاحبزادہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے اہلسنت بھی شریک تھے۔ سید صاحب کی حق گوئی اور اعلیٰ کلمۃ الحق کا یہ عالم تھا کہ یوپی دور حکومت میں ڈاکٹر فضل الرحمن کے خلاف تاریخی فتویٰ دیا جس کے نتیجے میں تحریک شروع ہوئی اور آخر کار جرنل محمد ایوب خان نے ڈاکٹر فضل الرحمن کو چھٹی دینے میں عافیت سمجھی۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عائلی آرڈیننس میں شریعت کے مطابق ترمیم کا مسودہ مرتب کر کے صدر ایوب خان کو بھیج دیا۔

۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء آپ کو سوا دا عظم اہلسنت میں اہم مرکزیت اور مقبولیت حاصل تھی کہ جب کبھی علماء میں تھوڑا بہت اختلاف و انتشار ہوتا تو وہ آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کے نام پر سب لوگ بلا کسی حجت و دلیل سے جمع ہو جاتے۔ چنانچہ غازی کشمیر علامہ ابو حسنا سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جمعیت علماء پاکستان دھڑے بند یوں کا شکار ہو گئی تھی اور عائلی

تحریریں عروج پر تھیں اور حقوق امت مسلمہ پر ہمارے تھے۔ علامہ، مہر علی چشتی  
مہاروی اور شیخ القرآن مولانا مہر علی اوکاڑوی نے بعض دیگر صاحب دست کی  
جمعیت میں مفتی اعظم پاکستان کی خدمت میں پروردگار کی کہ تمام سنی علماء  
آپ کی دعوت پر جمع ہوتے ہیں۔ مہر بانی فاضل سرگودھا آپ ان کو دعوت تک تاکہ  
مناشا ختم ہو، علامہ اعظم پاکستان شیخ محمد رشید اعظمی، صاحب سب سے سب  
رضوانت و شرف اہل حق اور دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم دیوبند، دار  
العلوم دیوبند، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم دیوبند، دار  
برکت اور جدوجہد سے تمام مہرے بندیاں ختم ہو گئیں۔ علامہ سید محمود احمد  
رضوی بیسہ کو مجلس اعلیٰ جمعیت علماء پاکستان کا کونینہ متبر یا گیا۔ جمعیت ہدایت  
منشور تیار یا گیا۔ جس میں لکھنؤ، مظفر آباد، قیام آباد، مظفر آباد، مظفر آباد  
جمعیت کے منشور کا بنیادی بنیاد قرار دیا اور جمعیت کو عملی راستہ میں حصہ لینے  
پایس پہلی مرتبہ متعین کی گئی۔ علامہ سید محمود احمد رضوی بیسہ کی مخلصانہ اور مجاہدانہ  
مختلفوں سے جمعیت علماء پاکستان ایک باوقار اور فاعل جماعت کی حیثیت میں  
سرگرم عمل ہوئی۔

۱۳۹۰ھ تا ۱۹۷۰ء میں نیشنل عوامی بینک کے سربراہ بھٹانی نے دارالسلام  
نوبہ بینک سنگھ میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس میں ملک بھر کے سوشلسٹوں اور  
کمیونسٹوں نے بھرپور حصہ لیا۔ اس کے انعقاد میں نوبہ میں آس پاکستان سنی کانفرنس  
انعقاد پذیر ہوئی جس کا انتظام و انصرام قہد سید صاحب کے فرزند اور جند علامہ سید  
محمود احمد رضوی نے کیا۔ علامہ صاحب کی رہنمائی میں شیخ القرآن مولانا غلام علی  
اوکاڑوی نے تمام ملک کا وسیع دورہ کیا اور تمام علماء و مشائخ ہست کو کانفرنس میں

شمولیت کی دعوت دی۔ نوبہ کا یہ اجتماع نہایت جہمٹاں پر شکوہ تھا۔ کی اجتماع  
میں جمعیت کا انتخاب ہوا۔ حضرت شیخ الاسلام نوبہ محمد قمر الدین چشتی سیوی  
صاحب صدر اور حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا اور  
اس دورہ حضرت نے اپنی پہلی دوروں سے جمعیت میں تارہ روح چولہا دی۔  
جس کے نتیجے میں قومی و صوبائی انتخابات میں اسی قدر تمہیدیں پورئیں سے  
مقاموں میں قابل قدر اور نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ جس کی بدولت وہ  
مست علامہ شاہ محمد اور صدیقی بیسہ علامہ عبدالمجید علی بیسہ بیسہ  
سید محمد علی رضوی بیسہ بیسہ بیسہ بیسہ بیسہ بیسہ بیسہ بیسہ بیسہ بیسہ  
نمائندہ پہلی میں پہنچے۔ حسوں سے پہلی میں سنی مسلمان جماعت سے پاس  
رہنے میں اور نہیں آئیں میں شامل کرنے سے یہ دو عظیم جدوجہد فہم جس  
سے پہلی کارپکار اور تمام ملت گواہ ہے۔

۱۹۷۴ء میں جب مرزا قادیانی کی ناپاک ذریت نے مسلمانان پاکستان  
کی غیبت اور کاروائیوں میں رسالت کی حفاظت و رستم نبوت کے تحفظ کی غرض سے  
علامہ ابو ہریرہ صاحب کے ارشاد سے دارالعلوم حزب احناف کے علماء و رستم  
نے سرگرمی سے تحریک تہ نبوت میں حصہ لیا۔ آل پاکستان مجلس اعلیٰ قادیانیوں۔  
جس کا سیکرٹری جنرل مفتی اعظم پاکستان کے صاحبزادہ علامہ سید محمود احمد رضوی کو  
چنا گیا۔ اس سلسلہ میں علامہ رضوی نے تحفظ ناموس رسالت کیلئے ملک بھر کا مہمونی  
دورہ کیا۔ سینکڑوں حسوں سے خطاب کیا۔ علامہ رضوی اور شیخ القرآن اوکاڑوی  
اور دارالعلوم حزب احناف کے فارغ شدہ دیگر علماء پر چھوٹے مقدمے قائم کئے  
گئے اور انہیں محض سیاسی مقاصد کیلئے جیلوں میں ٹھونسے گئے۔ حضرت مفتی اعظم

پاکستان اور ان کے خدام کا یہ عظیم کارنامہ تاریخ کے صفات پر ثبت ہے۔ جس سے تمام امت اسلامیہ آگاہ ہے۔ بلاآخر مسلمانوں کی متحدہ کوشش و قربانی کے نتیجے میں قادیانی مسئلہ حل ہوا اور انہی میں قائد ہنسٹ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرار و پیش کی جس کو باہتدق پاس کر لیا گیا اور اس طرح مسلمانوں کا یہ دیرینہ مطالبہ منظور کر لیا گیا۔ درختم نبوت کے منکر لاہوری اور قادیانی مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے۔

۷۷-۱۹۷۶ء حضرت سید صاحب کی ہدایت و ارشاد کے مطابق حضرت کے خدام و ملازمہ نے تحریک نظام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ میں نہایت بھرپور حصہ لیا۔ جیوں میں گئے ماریں کھائیں طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا ہوئے۔ مگر بفضلہ تعالیٰ اپنے موقف پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آمر و جابر اور ختم حکمران سے نجات عطا فرمائی اور ضرورت و مجبوری کے ماتحت ملک میں مارشل لا نافذ ہوا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ رب سعبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگاب دین کے وسیلہٴ جمیلہ سے فوجی حکمرانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ بدلتا خیر فوری طور پر ملک میں مکمل نظام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ نافذ کر دیں۔ تاکہ قوم کا اعتماد فوج پر بحال رہے اور قومی و ملی عظیم قربانیاں رائیگاں نہ ہوں۔

۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء آپ برصغیر پاک و ہند میں اپنے دور کے بہت بڑے مفسر محدث 'اصولی' اور فقہ تھے اپنے علم و فضل و رہم و تقویٰ اور اتباع سنت اور مسلک میں اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مظہر اتم تھے۔ آپ کے فتویٰ و تحریروں پر اعلیٰ حضرت کے طرز فکر کا اس قدر غلبہ تھا کہ اگر کوئی شخص اعلیٰ حضرت کی در سید صاحب کی تحریر اور فتویٰ کو ملا کر دیکھے تو یہ اتنی مشکل تھا کہ اعلیٰ حضرت کی

تحریر کون سی ہے اور سید صاحب کی کون سی جن حضرات نے اب دو عظیم ہستیوں کے فتویٰ دیکھے ہیں۔ ان پر یہ حقیقت بالکل واضح اور منکشف ہے۔ درس و تدریس اور تقریر و تبلیغ میں بھی آیات قرآنیہ اور احادیث نبوت اور آئمہ مہم و رفقاہ عظام کی آراء سے ملتی جلتی ہی کے اصول کے مطابق استدلال فرماتے تھے۔ کلام مختصر اور نہایت جامع فصاحت و بلاغت سے مشہور و مسموع ہوتا تھا۔ صحت اور جوانی کے عالم میں گھسوں نہایت قوت پائی کے ساتھ خطاب فرماتے تھے۔ مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کی حقانیت کے دلائل و مخالفین بد مذہب اور کفار کے اعتراضات اور اشکالات کا جواب یہ دلائل انداز میں دیتے تھے کہ صاحب عقل سلیم کو تسلیم ہے سو چارہ نہیں تھا۔ بیان میں متانت و رنجیدگی ہوتی تقریر تو درکنار خلوت میں بھی مخالفین کے خلاف کوئی ناشائستہ کلمہ اور ناجائز جملہ آپ کی زبان پر نہیں آتا تھا۔ خلیق حلیم منسرح و روادار ہونے کے باوجود کلمہ حق کے کہنے سے کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ عقائد و نظریات کے حدود اپنے مریدین و متعلقین اور تلامذہ کو اتباع شریعت کی انتہائی تاکید و تلقین فرماتے تھے۔ آپ کی طبیعت ایک سال سے طویل تھی۔ دور کے معروف ترین اکثروں و طبیبوں سے علاج کروایا گیا مگر کوئی فاقہ نہ ہو اور مرض بڑھت گیا۔ یہاں تک کہ آپ نہایت کمزور اور صاحب فراش ہو گئے۔ مگر اس کمزوری و رنقاہت کے عالم میں آپ نے کبھی نماز قضاء نہ کی۔ بیٹھے کھڑے جس طرح ممکن ہوا۔ حکم شریعت کے مطابق نماز ادا فرماتے رہے۔ اتباع شریعت میں اس کو ہر استقامت کا یہ عالم تھا کہ صحت و عافیت کی حالت میں نہ صرف یہ کہ خود مسجد میں تشریف لے کر نماز پابجاعت قائم کرتے بلکہ اپنے چھوٹے پوتوں اور نواسوں کو بھی ساتھ لے جاتے اور بعض اوقات کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نہ پہنچ سکے تو اپنے کمرے میں ہی بچوں و حاضرین کو



ساتھ لے کر نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے۔ صبر و استقامت کے لیے پیکر کہ شدید بیماری کی حالت میں کبھی اف تک بھی رہا نہ پڑا۔ دائر و فکر کے ایسے پابند کے شدت مرض میں بھی کلمہ شریف اور درود شریف کا ذکر جاری رہتا اور حاضرین کو بھی درود پاک پڑھنے کی تلقین کرتے۔ حتیٰ کہ آخری لمحات میں بھی آپ کی زبان مبارک سے یحییٰ یا قیوم نہ گیا اور آخر مورخہ ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۸ء بروز تواریخ ۴ بج کر ۷ منٹ پر قبل نماز عصر عظیم روحانی پیشوا سراج اہل تقی امام محمد ثین حضرت سید صاحب مہربان سے رخصت ہو گئے۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ ۱۱ صاحبزادیوں تیس صاحبزادے علامہ سید محمود احمد رضوی سید حبیب احمد رضوی اور مولانا سید مسعود احمد رضوی چھوڑے ہیں جو کہ علم و فضل میں اپنے خاندان کے صحیح جانشین اور ورثہ ہیں۔ حضرت سید صاحب آپ ہیں اقوامی شخصیت تھے۔ آپ کا روحانی سلسلہ بھی بہت وسیع ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے حافظہ ارادت میں داخل ہیں۔ شاگردوں اور حلقہ کی تعداد بھی بہت وسیع ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت کے تلامذہ و رات مند آپ کی مکمل سوانح حیات مرتب کرنے میں عملی قدم اٹھائیں اور آپ کی سیرت مہم افضل و ردینی و ملی خدمات سے متعلق انہیں جو معلومات بھی ہوں انہیں قلمبند کر کے علامہ سید محمود احمد رضوی کو ارسال کریں تاکہ آپ کی شایان شان سوانح حیات مرتب کی جاسکے۔



## شجرہ نسب والد محترم سید ابوالبرکات سید احمد ق دری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدنا ابوالبرکات سید احمد رضوی ابن ابو محمد سیدنا دید علی شاہ رضوی مشہدی ابن سیدنا نجف علی شاہ رضوی ابن سیدنا محمد تقی رضوی ابن سیدنا عبدالوہاب اربع رضوی ابن سیدنا علیل رضوی ابن سیدنا محمد یوسف رضوی ابن سیدنا عبدالوہاب ثالث رضوی ابن سیدنا سعید مدین رضوی ابن سیدنا عبدالعزیم رضوی ابن سیدنا محمد رضوی ابن سیدنا عبدالوہاب ثانی رضوی ابن سیدنا محمد رضوی ابن سیدنا رفیع الدین حمد رضوی ابن سیدنا عبدالوہاب در رضوی سیدنا محمد رضوی ابن سیدنا ابوالمکرم ابن سیدنا محمد غوث رضوی ابن سیدنا علی لدین سرخ بخاری رضوی مشہدی ابن سیدنا علی والمونید رضوی ابن سیدنا جعفر رضوی ابن سیدنا محمد رضوی ابن سیدنا محمود رضوی ابن سیدنا جعفر در رضوی ابن سیدنا امام ہادی تقی ابن سیدنا امام محمد تقی ابن سیدنا امام علی رضا بن موسی کاظم بن سیدنا مشہد مقدس ابن بن سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام محمد باقر علیہ السلام ابن سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام ابن سیدنا سید اکوئین سید الشہداء امام حسین شہید کربلا علیہ السلام ابن سیدنا علی مرتضیٰ علیہ السلام ابن المومنین خلیفۃ المسیحین زید بن سیدنا الفداء فاطمہ زہرہ علیہا السلام بنت حضرت سرور عالم خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ بن محمد

## شجرہ نسب والدہ محترمہ سیدہ ابوسبرکات سیدہ احمد قوری حنیفہ

سیدنا ابوسبرکات سیدہ احمد قوری حنیفہ ابن سیدہ عصمتہ النورانیہ صومہ  
 مغفورہ بنت سیدہ سمات علی حنیفہ بن سیدہ وزیر علی حنیفہ ابن سیدہ شاہ کوار  
 حنیفہ ابن سیدہ ابوسعید محمود حنیفہ بن سیدہ بی صرغی حنیفہ بن سیدہ  
 ابی کمال محمد حنیفہ ابن سیدہ قوت الدین حسن حنیفہ بن سیدہ دکن حسن حنیفہ  
 حنیفہ ابن سیدہ علی حنیفہ ابن سیدہ نور الدین ثانی حنیفہ ابن سیدہ سخی جھوی  
 حنیفہ ابن سیدہ غوث الدین حنیفہ ابن سیدہ نور الدین احمد حنیفہ ابن  
 سیدہ ابراہیم حنیفہ ابن سیدہ برہان الدین حنیفہ ابن سیدہ رضی الدین حنیفہ  
 حنیفہ ابن سیدہ عبدالرزق حنیفہ ابن سیدہ فاطمہ عبدالغفور حنیفہ ابن سیدہ محمد  
 صادق حنیفہ ابن سیدہ محسن حنیفہ ابن سیدہ عبداللہ ثالث حنیفہ ابن  
 سیدہ شہاب الدین غوری حنیفہ ابن سیدہ عبدالرحمن غوری حنیفہ ابن سیدہ  
 اسماعیل غوری حنیفہ ابن سیدہ صفدر علی حنیفہ ابن سیدہ ثواب ابوالقاسم حنیفہ  
 حنیفہ ابن سیدہ طاہر حنیفہ ابن سیدہ طیب حنیفہ ابن سیدہ اویس ثانی حنیفہ  
 حنیفہ ابن سیدہ عسکر حنیفہ ابن سیدہ یحییٰ حنیفہ ابن سیدہ ناصر الدین حنیفہ  
 حنیفہ ابن سیدہ علی حنیفہ ابن سیدہ محمود حنیفہ ابن سیدہ محمود حنیفہ ابن  
 سیدہ عبداللہ ثانی حنیفہ ابن سیدہ امام حمد حنیفہ ابن سیدہ امام عمر حنیفہ  
 ابن سیدہ ویس اول حنیفہ ابن سیدہ امام عبد اللہ اول معروف عبداللہ  
 محض حنیفہ ابن سیدنا امام حسن المجتبیٰ خلیفہ رسول اللہ ﷺ ابن سیدنا امیر المومنین  
 خلیفہ المسبین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

## شعبان المعظم کے فضائل اور اس کے متعلق ہدایات

پروردگار عالم کا مزار ہزار شکر ہے۔ اس نے اپنے حبیب کرم، نبی محترم،  
 سلطان دو عالم، نجر بنی آدم، رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں ہم کو بے شمار نعمتیں عطا  
 انتہا رحمتیں اپنی نعمت ہے۔ گونا گوں سے عطا فرما، سرسبز فروزا، مہمان  
 کے شعبان و رمضان وہ بابرکت مہینے ہم کو عطا فرمائے جن کی عبادت تمام مہینوں  
 کی عبادت و ریاضت سے افضل ہے۔ مولیٰ سبحان و تعالیٰ ہم کو ہر قسم کی برکت و برکت  
 کو توفیق عطا فرمائے اور اس مبارک مہینہ کی برکات سے مستفیض فرمائے۔

### شعبان کا روزہ اور پندرہویں شب شعبان کے فضائل

#### حدیث نمبر ۱:

طبرانی وابن حبان سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ حضور پُر نور  
 سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ  
 عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور  
 عداوت والے کو۔ پس جن دو شخصوں میں کوئی دینی عبادت ہو تو اس رات کے  
 آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک  
 دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرت لیں انہیں بھی شامل ہو۔

#### حدیث نمبر ۲:

نبی ﷺ نے ام المومنین عائشہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، حضور سرور عالم  
 ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات

ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتوں کو آرد فرماتا ہے، جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عدوت والے درشت کائے و لے اور کپڑا لکانے والے دروہ لدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت کی اس میں قتل کا بھی ذکر ہے۔

#### حدیث نمبر ۴:

ابن ماجہ میں علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک و تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص نچی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں، ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت و شفا دوں، ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا در یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔

#### حدیث نمبر ۵:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھنے میں نے نہ دیکھا۔

#### حدیث نمبر ۶:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھتے نہ دیکھا، آپ نے فرمایا یہ مہینہ رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے، لوگ اس سے غافل ہیں اس میں بندوبست کے اعمال جناب باری تعالیٰ کے حضور

میں پیش ہوتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزے کی حالت میں پیش ہوں۔ مسند ابو بکر بن شیبہ وابن زنجویہ اور مسند بویہی اور ابن ابی حاتم اور ماوردی سے یہ حدیث منقول ہے۔

#### حدیث نمبر ۷:

شیخ عبدالحق محقق علیہ السلام ثابت بالسنۃ میں بروایت ابن ابی لدنیہ عطا بن یسار مسند سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا، جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے (جو چودہ تاریخ کے بعد آتی ہے) اس شعبان سے اگلے شعبان تک مرنے والوں کا دفتر حضرت ملک الموت کو دیا جاتا ہے، کہ اس سال فلان کی روح فلاں وقت میں قبض کرنا۔ پھر یہاں آدمی شادی کرتا ہے، مکان تعمیر کرتا ہے، حالانکہ اس سال کے مرنے والوں میں سے ہوتا ہے۔ نہایت اچھا اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب برأت یعنی پندرہویں شب شعبان کو میرے پاس جبرائیل آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات عبادت میں زیادہ کوشش کیجئے اس لئے کہ اس رات میں حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف عبادت ہو گئے کہ پھر جبرائیل بارگاہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنی امت کو خوشخبری دے دیجئے کہ اس رات میں اللہ عزوجل سوائے مشرک کے آپ کو تمام امت کو بخش دیتا ہے۔

پھر عرض ہے کہ آسمان کی طرف ملاحظہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جنت جبکہ دروازے کھلے دیکھے۔ ایک روایت میں ہے آسمان کے دروازے کھلے ہوئے دیکھے اور اس دروازہ پر یک منادی یہ ندا کر رہا تھا کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور دوسرے دروازے پر یہ آواز بند تھی



تنگی قحط و ارزانی صحت و تندرستی موت و زیت جو کچھ اس سال میں مقدر ہے۔  
 سالِ تمام کے احکام ان ملائکہ کے پہرا کر دیئے جاتے ہیں جو ان کاموں پر معین  
 ہیں۔ لہذا اس مقدس شب میں اپنے اپنے اور تمام مسلمانوں اہلسنت و جماعت  
 کے لئے دعائے مغفرت و عافیت دارین کریں اور بکمال تضرع و زاری سے اپنے  
 لئے، خویش و اقارب اور مسلمانانِ عالم کے لئے دعا مانگیں اور جس قدر ہو سکے  
 فقر و مساکین کو خیرات دیں، اور بکثرت یہ دعا مانگوں اور پڑھتے رہیں۔

”اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا“

ترجمہ: اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے ہمیں  
 معافی عطا فرما۔

### اس شب میں نوافل پڑھنے کا بیان

پندرہویں شب شعبان میں دو رکعت کی نیت سے سو رکعت پڑھنا  
 چاہیے، ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ، گیارہ مرتبہ ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ یا پانچ  
 سلام کے ساتھ دس رکعت پڑھیں، ہر رکعت میں دو مرتبہ ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“  
 پڑھیں، دونوں طریقے سلف صالحین سے مروی و ماثور ہیں۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین اصحاب رسول اللہ ﷺ  
 سے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص شبِ برأت یعنی پندرہویں شعبان میں یہ سو  
 رکعت یا دس رکعت پڑھتا ہے، اس کی طرف ستر ہزار اللہ تعالیٰ رحمت سے دیکھتا ہے  
 اور ہر نگاہ رحمت میں اس کی ستر ہزار جہنم پوری کرتا ہے جس میں سے یہ دلی  
 مغفرت ہے اور سلف و خلف صالحین سے یوں بھی منقول ہے کہ شبِ برأت میں  
 بعد نمازِ مغرب چھ رکعت نفل اس طرح دا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ چھ

کہ اس رات میں سجدہ کرنے والوں کو بشارت ہو اور تیسرے دروازے پر یہ ندا  
 تھی کہ اس رات میں ۷۰ لاکھ مالک کو مبارک باد اور چوتھے دروازے پر یہ صدا  
 تھی کہ رات میں خوفِ خدا سے رونے والوں کو بشارت ہو اور پانچویں دروازے  
 پر فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں نیک عمل کرنے والوں کو سزا دہ اور چھٹے  
 دروازے پر صدقے کرم تھی کہ سب کوئی سائل جس کا سول پورا کیا جائے اور  
 ساتویں دروازے پر نندے مغفرت تھی کہ ہے کوئی طالبِ مغفرت کہ اس سے گناہ  
 بخش دیئے جائیں۔ میں نے کہا، جبرائیل یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟  
 عرض کی طلوعِ فجر تک، پھر فرمایا کہ اس رات میں جو جہنم کے مستحق ہیں ان کی  
 آتشِ دوزخ سے بنی کلب کی بکریوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ آزاد فرماتا ہے  
 (عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے جن کی بکریاں بکثرت ہوتی ہیں)۔

### مسلمانوں سے عاجزانہ التماس

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ۱۵ شعبان المعظم قبل غروب آفتاب اپنے تمام  
 گنہ گاروں سے تائب و مستغفر ہوں جن وہ مخصوص میں دنیوی رنج و عداوت ہو مرد  
 ہوں یا عورتیں باہم صبح و صفا کر میں اور شیر و شکر کی طرح یکجان ہو جائیں اور  
 اپنے آئینہ قلب کو حق و حسد، بغض و عداوت سے بے غبار اور پاک صاف کر لیں  
 اور اس مقدس و بابرکت رات کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں، معلوم نہیں  
 اگلے شعبان تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ پس خوش نصیب اور سعادت مند وہ ہیں  
 جو اس مبارک شب میں عمتِ لہی اور رحمتِ غیر متناہی سے حصہ لیں اور اپنے  
 اوقاتِ زندگی عبادتِ الہی اور اطاعتِ رسالتِ نبوی ﷺ میں صرف کریں۔

چونکہ جو جب تھیں سیر معجزہ و روایات صحیحہ اس رات میں ترقی رزق اور



پکا کر، بعد ثواب کیا جائے کہ حضور ﷺ شیریں چیز و رشہد کو پسند فرماتے تھے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ سمجھ کر کہ شیخی چیز حضور ﷺ کو پسند تھی خود بھی شیخی چیز اختیار کرے تو ملت ہے۔ ترمذی میں ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَنَاءَ وَالْعَسَلُ.

ترجمہ آنحضرت ﷺ شیخی چیز و رشہد کو پسند فرماتے تھے۔

پس مسلمانوں کو چاہیے کہ بخکم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

ہر فعل میں آپ کے اسوۂ حسنہ کو معمول بہ بنائیں۔

وَأَجِدُوا فِيهَا أَسْوَأَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

(حررہ، العبد الراجی، رحمۃ ربہ القوی ابوالبرکات سید احمد، غفرلہ)

### روشنی مساجد و مجالس کے متعلق ضروری فتوے

حضرت عزت جل و علا تبارک و تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ كَتَبُوا مِنِّي دِينَكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ.

(پ ۶، ع ۳)

ترجمہ اے کتاب والو! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کی نسبت حق بات کے سوا ایک غلط بھی اپنے منہ سے نہ نکالو۔

یعنی اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو فرماتا ہے کہ سورہ دینیہ میں افراط و تفریط نہ کرو، بلکہ بے کم و کاست احکام الہی بندگان خدا تک پہنچی دو، اس کے بعد روشنی کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ دل یہ سمجھ لینا چاہیے کہ فتاویٰ و شمول کی روشنی

مساجد و مجالس میں موجب زینت ہے یا نہیں، قرآن کریم میں ہے۔

إِنَّا زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ.

ترجمہ ہم نے آسمان دنیا کو روکنی سے مزین فرمایا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چٹاؤں کا روشن کرنا موجب زینت

ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس زینت (روشنی) کی ممانعت و حرمت میں بندوں

کے لئے کوئی نص شرعی وارد ہے یا نہیں، ظاہر یہ ہے کہ زینت روشنی کی نہیں بلکہ

شرعیہ عبادت نہیں، ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہرگز یہ نہ کرتے اور

عندالمفسرین یہ بات بطور اصول مقرر ہو چکی ہے کہ جس زینت کی نبی شرع سے

عادت نہیں وہ خالص مباح ہے اور تحت آیت کریمہ۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ.

ترجمہ آپ فرمادیجئے کہ کس نے وہ زینت حرام کی ہے جو اللہ نے اپنے

بندوں کے لئے پیدا فرمائی۔

داخل ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں

الْقَوْلُ الْقَائِلُ أَنَّهُ يَتَسَاوَى جَمِيعَةُ أَنْوَاعِ الزَّيْنَةِ فَيَدْخُلُ تَحْتَ الزَّيْنَةِ

جَمِيعَةُ أَنْوَاعِ التَّزْيِينِ وَيَدْخُلُ تَحْتُهَا تَنْظِيفُ الْمَدَنِ مِنْ جَمِيعِ الْوُجُوهِ

وَيَدْخُلُ تَحْتُهَا الْمَرْكُوبُ وَيَدْخُلُ تَحْتُهَا أَيْضًا أَنْوَاعُ الْحَبِي لَإِنَّ كُلَّ ذَلِكَ

زِينَةٌ وَكُلُّهَا النَّصُّ الْوَارِدُ فِي تَحْرِيمِ الذَّهَبِ وَالْفِصَّةِ وَالْإِبْرَسِيمِ عَلَى الرِّجَالِ

لَكَانَ ذَلِكَ فَاجِلًا تَحْتَ هَذَا الْعُمُومِ.

یعنی آیت کریمہ میں مفسرین کرام علیہ الرحمۃ و الرضوان کے دو قول ہیں۔

قول ثانی یہ ہے کہ آیت کریمہ میں زینت سے مراد یہ ہے کہ انواع و اقسام کی

زینت مراد ہے، پس جس قدر اقسام اور انواع زینت کے ہیں، وہ سب آیت



کریمہ میں داخل ہیں، بدن کی صفائی بھی اس میں داخل ہے، تمام وجود سے (یعنی خواہ صابن کے ساتھ ہو یا کسی دوسری چیز کے ساتھ، سواریاں بھی اس میں داخل ہیں، یعنی خواہ سوڑ ہو یا سائیکل ٹیم ہو یا یکہ وغیرہ) اور زیورات کے کل قسم بھی یہ میں داخل ہیں، کیونکہ یہ سب چیزیں زینت میں، حتیٰ کہ اگر چاندی، سونا، ریشم مردوں پر شرعاً حرام نہ ہوتا اور ان کی حرمت میں کوئی نص وارد نہ ہوتی ہے تو وہ بھی مردوں پر حلال ہوتے۔ لیکن چونکہ سونا، چاندی، ریشم مردوں پر حرام ہے اس لئے وہ آئیہ کریمہ سے مستثنیٰ کر دیئے گئے، اس بیان سے معلوم ہوا کہ آئیہ کریمہ میں جملہ اقسام کی زینت مراد ہے اور جب تک شارع کی جانب سے کسی خاص قسم زینت کی نہی وارد نہ ہو اس وقت تک وہ خالص مباح ہے اور اس کو حرام و بدعت کہنا شریعت میں تصرف و دست اندازی کرنا ہے، پھر یہی امام ہمام ایک طویل حدیث نقل فرما کر ارقام فرماتے ہیں:

وَأَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذِهِ الشَّرِيعَةَ الْكَامِلَةَ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ جَمِيعَهُ أَشْوَاعُ الذِّينَةِ مُبَاهَا مَا دُونَ ذَلِكَ إِلَّا مَا خَصَّهُ الدَّلِيلُ وَلِهَذَا السَّبَبُ أَدْعَيْنَا الْكُلَّ تَحْتَ قَوْلِهِ "قُلْ مَنْ حَرَّمَ رِيشَةَ اللَّهِ"

یعنی جان لو کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت کاملہ میں تمام انواع زینت مباح خاص ہیں، ان کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن وہ ہی قسم زینت ممنوع و ناجائز ہے جو کسی دلیل شرعی کے ساتھ خاص ہو گئی ہے۔ پس اسی وجہ سے تمام اقسام زینت (یعنی ہر قسم کی سواریاں ہر قسم کے اسباب صفائی بدن کے ہر قسم کی کھائے جانے کی چیزیں جو منجانب شریعت ممنوع نہیں ہیں)۔ تحت یہ کریمہ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ رِيشَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ رِعَابًا

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ کس نے وہ زینت حرام کی ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی۔

داخل ہیں۔ پس تقریباً سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ کل انواع اقسام زینت و مباح ناجائز نہیں، لیکن جس قسم زینت کو شارع نے حرام کر دیا اور رام و ناجائز ہے اور جن کو شارع نے حرام نہیں کیا وہ بے شک یہ کریمہ داخل و رندوں کو اس کے اختیار کرنے کی اجازت ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ روشنی کرنا قسام زینت ہے۔ پس روشنی کرنا آئیہ کریمہ مذکورہ میں داخل ہو کر مسئلوں کے لئے مباح قرار دی گئی ورنہ صرف مباح، بلکہ مستحسن و مندوب ہے، جب کہ وضع صحیح کے لئے کی جائے۔

چنانچہ یہ امر حدیث سے ثابت ہے۔ سیرۃ صبی جدیدہ، میں امام علی بن ربان صبی تحریر فرماتے ہیں کہ صدر اوس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔

إِنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ إِذَا جَاءَتْهُ الْعَتَمَةُ يُوقَدُ فِيهِ يَسْعَفُ النَّخْلُ فَلَمَّا قَدِمَ تَبِعَهُ الدَّارِيُّ الْمَدِينَةَ صَحِبَ مَعَهُ قَنَادِيرَ وَحَبَالًا وَزَيْتًا وَعَلَّقَى بِلَدِّ الْقَنَادِيرِ بِسُورِ الْمَسْجِدِ وَأَوْقَدَتْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَتُ مَسْجِدًا نَوَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمَّا وَاللَّهِ لَوْ كَانَ لِي إِيَّاهُ لَكُنْتُ حَتَمًا

ترجمہ: جب عشاء کا وقت ہوتا کھجور کی شیشیں جلا کا اچلا کر یہ کرتے تھے، جب حضرت حمیم داری صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے تو اپنے ساتھ قنادیل اور رسیاں اور روغن زیتون لائے اور مسجد نبوی کے ستون شریف سے وہ قنادیل لٹکائیں اور روشن کیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمیم داری کی دعا دی کہ تو سے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تجھ کو روشنی بخشے۔ خدا کی قسم اگر کوئی صاحبزادی

(غیر شدہ) ہوتی تو میں تیرا اس کے ساتھ نکاح کر دیتا۔

غنیۃ اللہ لیس، جلد دوم میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رغبت دیتے ہیں

رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ عَلَّقَ فِي بَيْتِهِ مِنْ بَيُوتِ اللَّهِ تَعَالَى قِنْدِيلًا لَهُ تَرَكَ الْمَلِيكَةُ تَسْتَعِيرُ لَهُ وَتُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُمْ سَبْعُونَ مِائَةً حَتَّى يَطْفَأَ ذَلِكَ الْقِنْدِيلُ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے اللہ کے گھروں سے کسی گھر میں قندیل روشن کی، جب تک وہ قندیل روشن رہے اس کی ستر ہزار فرشتے قندیل روشن کرنے والے پر مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہو کہ روشنی جو زخم زینت ہے، شرعاً ممنوع نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خود حضور کے سامنے حمیم داری میں نے قندیل روشن کیس اور اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمیم داری میں دعا دی، اور اظہار خوشنودی کیا اور فرمایا کہ میری زکری ہوتی تو تجھ سے نکاح کر دیتا اور غنیۃ کی روایت ہے معلوم ہوا کہ یہ فعل پسندیدہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آپ مسجد میں روشنی کرنے کی ترغیب فرماتے ہیں۔

اب آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت لیجئے

سیرۃ حلبیہ جلد دوم میں ہے

وَالْمُسْتَحَبُّ مِنْ بَدْءِ الْأَعْمَالِ تَعْلِيقُ الْقِنْدِيلِ فِيهَا أَيْ الْمَسَاجِدِ وَ أَوَّلُ مَنْ فَعَلَهُ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَنْ كَعْبُ بْنُ صُلَاقَةَ التَّرَاوِيجَ عَلَّقَ الْقِنْدِيلَ فَلَمَّا رَأَاهَا عَلِيٌّ تَرَهُهُ قَالَ نَوَدْتُ

مَسَاجِدَنَا نَوَدُّ اللَّهُ قَبْرَكَ يَا أَبْنَا الْخَطَّابِ۔

ترجمہ مسجد میں قندیل کا لگانا مستحب ہے اور سب سے پہلے یہ کام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا، جب لوگوں کو نماز تراویح کے لئے حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کر کے جمع کیا، اس وقت مسجد میں بہت سی قندیلیں لگا دیں، اس وقت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اس طرف سے گزر ہوا، دیکھ کہ مسجد روشنی سے جگمگا رہی ہے، تو یہ دعا فرمائی کہ تو نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے اللہ تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے، اے عمر الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور غنیۃ جلد دوم میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ روایت خدیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس طرح نقل فرماتے ہیں:

أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اجْتَمَعَ بِالْمَسَاجِدِ وَهِيَ تَزْهَرُ بِالْقِنْدَائِلِ وَالنَّاسُ يَصَلُّونَ التَّرَاوِيجَ فَقَالَ نَوَّرَ اللَّهُ عَرَّوَجُلٌ عَلَيَّ عَمَرَ كَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَكُمْ۔

ترجمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے، جب کہ مسجد روشنی سے جگمگا رہی تھیں، اور لوگ نماز تراویح پڑھ رہے تھے، پس آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل عمر کی قبر منور فرمائے، جیسا کہ نبیوں نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے۔

اور فقیہ ابو الیث سمرقندی رحمہ اللہ نے کتاب حنبیہ میں اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے غنیۃ اللہ لیس میں لکھا ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا دی اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی دعا دی۔

پس خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل اور خوش ہونا اور دعا دینا مسجد میں روشنی کرنے کی کس قدر

محبوبیت ظاہر کر رہا ہے۔ اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ دل تمیم داری نے قدیل روشن کیس و حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور مسرت فرمایا، لیکن یہاں یہ شبہ نثرتا ہے کہ روایت سابقہ میں سب سے دل قنادیل روشن کرنا تمیم داری سے ثابت ہوتا ہے اور پچھلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول قدیل روشن فرمائیں، اس کی تطبیق مدد ملے گی سیرۃ حلبیہ جلد دوم میں اس طرح کی ہے کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی، بعد ازاں حضرت فدوق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اس قرار دیا، اولیت ضافی ہے یعنی کثرت سے قدیل روشن کرنا دل آپ سے واقع ہو کیونکہ تمیم داری حضرت کی قدیل جو شام سے آئے تھے، کو متحد تھیں، مگر کثیر نہ تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قنادیل کثیر روشن کیں۔

حَدَّثَنَا قَالَ وَلَعَلَّ الْمُرَادَ تَعْلِيْقَ ذَلِكَ بِكَثْرَةِ مَا يُحَافِظُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ تَوْجِهِ الدَّارِي۔

نیز تفسیر روح البیان جلد اول میں تحت آیہ کریمہ۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمَنِ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔

ترجمہ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ (کنز الایمان، اتوبہ ۸)

شیخ کامل علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ دربارہ ترمین مساجد تحریر فرماتے ہیں:

أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَنَى مَسْجِدَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَبَنَى فِي تَرْبِيئِهِ حَتَّى نَصَبَ الْكِبْرِيَّتِ الْأَحْمَرَ عَلَى رَأْسِ الْقُبَّةِ وَكَانَ ذَلِكَ عَرْمًا يُوجَدُ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَكَانَ يُصْبِي فِي مَيْدٍ وَكَانَتْ الْعَرَاثُ يَعْرِسُ فِي

صَوْنِهِ مِنْ مَسَافَةِ اثْنَيْ عَشَرَ مِيلًا وَكَانَ عَلَى خَائِلَةٍ حَتَّى خَرَبَتْ بَحْتِ نَصْرٍ۔

ترجمہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس تعمیر فرمائی اور اس کے خوبصورت بنانے میں مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ مسجد کے قہ کے سرے پر بہریت احمر نصب فرمایا۔ ملتہ کے حارند اس وقت نہایت عزیز اور جود تھا اور اس کی روشنی زمین سے معتبا۔ نظر تک معلوم ہوتی تھی اور چڑھتے والی عورتیں اس کی روشنی میں بارہ میل کی مسافت سے کاتے کہ تھیں تھیں اور اس سے طرح بخت نصر کے عہد تک رہا، پھر اس نے اس کو خراب کر دیا۔

اور اسی میں ہے کہ مجملہ اسباب ترمین قدیل روشن رہا ہے چنانچہ فرماتے

وَمِنْهَا تَعْلِيْقُ الْقَنَائِلِ فِي الْمَسَاجِدِ وَالسُّرَى الْمُصْهَبَةِ وَنُشُوءُ۔

ترجمہ اسباب زیست سے ہے، قنادیل کا مساجد میں لٹکانا اور مساجد میں چراغ روشن کرنا اور موم بتی جلاتا۔

ان روایات معتبرہ سے واضح ہو گیا کہ مساجد میں بہ نیت ثواب روشن اور

قدیل کے ساتھ مسجد کو زیست دینا پسندیدہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی بنا پر امام

اسلام نے استہباب و استحسان کا قول کیا۔ اب غور کرو کہ جس فعل کو حضور پسند

فرمایا میں اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بنفس نفیس اس کا استحباب

کریں وہ یونکر ممنوع و بدعت ہو سکتا ہے اور مابین ذر سوئی کرتا میں کہ ترمین

مساجد کیونکر بدعت و حرام ہوئیں، مددہ اسماعیل حقی روح البیان میں بعد نقل

کرنے ان روایات کے جن کو ہم سیرۃ حلبیہ سے نقل کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں

قَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِرِيَاضَةِ الْوُقُودِ كَمَا لَوْ قَعِ بَيْتَةُ النُّصَيْبِ مِنْ شُعَبَاتٍ

وَيُقَالُ بِهَا بَيْتَةُ الْوُقُودِ يَسْتَعْيِزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ كَثْرَتِ مَسَاجِدِ وَنُشُوءِ۔

ترجمہ بعض علماء نے فرمایا کہ روشن کرنا جس طرح نصف شعبات یعنی ۱۵ رات



شعبان کو کرتے ہیں اور اس شب کو لیلہ الوقود کہتے ہیں، اس کا حکم بھی ایسا ہوتا چاہیے جیسے ترمین مسجد کا اور نقش نگار کا "وَقَدْ يَكْرَهُهُ بَعْضُهُمْ" اور بعض علماء نے پندرہویں رات شعبان کو روشنی مکروہ مانی ہے، ایسا ہی سیرۃ حبیبی میں ہے۔ اس عبارت سے یہ شب نہ ہو کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک مکروہ، کیونکہ ان دونوں قوموں میں ہمارے تطبیق ہو سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ جو علماء استحباب روشنی کے قائل ہیں ان کی غرض روشنی سے یہ ہے کہ مساجد میں بہ نیت ثواب قائل وغیرہ روشن کرنا مستحب ہے اور صحابہ کرام نے مساجد میں ہی روشنی کی۔

اور جو علماء کراہیت کے قائل ہیں ان کی غرض یہ ہے کہ وہ علاوہ مساجد کے بد غرض جگہ مثلاً بازاروں وغیرہ مقامات پر روشنی نہ کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں، محض مال کا ضائع کرنا ہے، جس طرح ہمارے زمانہ میں لیڈران قوم کے جہوں میں بار بار بچائے جاتے اور چراغاں کیا جاتا ہے اور وہ بھی نہ صرف مسلمانوں کے جہوں میں بلکہ گاندھی اور دیگر کفار و مرتدین کے جہوں کی روشنی میں مہذبہ سڑتے بازار سجاتے ہیں، یہ بے شک اسراف ہے جو بحکم قرآن عظیم حرام ہے، مگر افسوس ان نام نہاد علماء جو گاندھی وغیرہ کے جہوں میں شرکت کریں اور بازاروں میں روشنی کرائیں اور سڑتے دیکھیں اور حرام و بدعت ہونے کا حکم نہ سنیں کہ کہیں لیڈران قوم ناراض نہ ہو جائیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مساجد میں روشنی کی تو وہ گمراہ بدعتی ہو گیا اور فتویٰ بھی فوراً لگا دیا کہ روشنی کرنا حرام و بدعت ہے۔

"ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم"

حال تک تفسیر روح البیان میں علامہ عبدالحق نابھوی قدس سرہ کی کتاب "کشف النور عن اصحاب القبور" سے تحریر فرماتے ہیں۔

إِنَّ الْبِدْعَةَ الْحَسَنَةَ الْمُوَافِقَةَ لِمَقْصُودِ الشَّرْعِ تُسَمَّى سُنَّةً فِيمَا الْقَبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضِعَ السُّتُورِ وَالْعَمَائِمِ وَالشَّيَابِ عَلَى قُبُورِهِمْ أَمْرٌ جَائِزٌ إِذَا كَانَ الْمَقْصِدُ بِذَلِكَ التَّعْظِيمِ فِي أَعْيُنِ الْعَامَّةِ حَتَّى لَا يَحْتَفِرُوا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ وَكَدَّارَ يَقَادُ الْقَنَادِيسِ وَالشَّمْعَ عِنْدَ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْجَلَالَ أَيْضًا لِلْأَوْلِيَاءِ فَالْمَقْصِدُ فِيهَا مَقْصِدٌ حَسَنٌ وَتَذَكُّرُ الرَّسَيْتِ وَالشَّمْعَ بِذَوْلِهَا يُوقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَمَحَبَّةً بِهِمْ جَائِزٌ أَيْضًا لِأَيُّهَا النَّهْيُ عَنْهُ

ترجمہ: جو بدعت حسنہ موافق ہو مقاصد شرع کے، وہ سنت ہے۔ اس بدعت کو سنت کہ جائے گا، پس علماء کرام و اولیاء ذوی الاحترام و صحابہ عظام کی قبور پر قبہ بنانا اور قبر پوش یعنی غلاف وغیرہ ذال امر جائز ہے، جب کہ مقصود اس سے نظر عوام میں صاحب قبر کی توقیر و تعظیم پیدا کرنا ہوتا ہے، وہ صاحب قبر کی تحقیر و توہین نہ کریں اور اسی طرح اولیاء و صحابہ کی قبور کے پاس قندیل روشن کرنا باب تعظیم و تکریم سے ہے۔ پس اس میں بھی نیک مقصد ہے اور اولیاء کی محبت و تعظیم کی وجہ سے تیل وغیرہ کی نظر ماننا بھی جائز ہے اس سے لوگوں کو روکنے کا مناسب ہے۔

(از تفسیر روح البیان، جلد اول، ص ۸۷۹)

ان تصریحات علماء سے ارباب بصیرت پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے، جیسا کہ حدیث صحیح میں قرار ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ترجمہ: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

پس جو روشنی بہ نیت ترمین مسجد کی جائے گی وہ ضرر محبوب و پسندیدہ نظر سے دیکھی جائے گی اور جو روشنی محض ہو و لعب اور بے دینیوں کی عظمت و تعظیم کے

لیے۔ ضرور بدعت قبیحہ و حرم ہوگی، جیسے جنوں کفر و مشرکین و مرتدین و فسق و مجتہدین پر روشنی کرنا، ہار سجھانا، دوکانات کا آراستہ کرنا، دروازے بنانا، جھنڈیاں لگانا یہ سب ناجائز و ممنوع اور خالص اسراف و تہذیر ہے۔

اب عہد خلفاء عباسیہ سے سند لے کر، یہی حدیث جی اپنی یہ و حبیبہ میں ایک جمیل اشعار عام سے نقل فرماتے ہیں کہ اس عالم نے فرمایا کہ مجھ کو خدیجہ مامون الرشید نے حکم دیا کہ تم یہ قصہ لکھو کہ ہماری سلطنت و مملکت میں مسجدوں میں بکثرت روشنی کی جائے، میں یہ سنا پچھنیوں میں نہ آیا کہ اس طرح کچھ دنوں، چنانچہ اسی روز مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ روشنی کے واسطے لکھ دے، اس سے کہ اس میں تہذیب گزروں کا دل ملتا ہے اور مساجد خاند خد میں۔ پس خد سے وحشت و عظمت دفع ہوگی۔ یہ بشارت دیکھتے ہی میں موٹا ہوا اور روشنی کا حکم لکھ دیا، یہ تو کی عبارت یہ ہے۔

وَعَنْ بَعْضِهِمْ قَالَ أَمْرٌ مِنَ الْمَأْمُورِ أَنْ أَكْتُبَ بِأَرْبَعِينَ مِنَ الْمَصَابِيحِ فِي الْمَسَاجِدِ قَدْ أَدْرَمْتُ أَكْتُبُ لِأَنَّهُ شَيْءٌ لَمْ أَسْقِ إِلَيْهِ قَدَرْتُ فِي الْمَنَامِ أَكْتُبُ فَإِنَّ فِيهَا أَسْرُؤَ سَمْتِهِمْ وَتَعَالَيْتُ لِلَّهِ عَنْ وَحْشَةِ الظُّلُمِ فَأَكْتُبُهُمْ وَكُتِبَتْ بِذَلِكَ۔

یہ دیکھو اکمل تو خلفاء عباسیہ کا مذکور ہوا، اب بعض صحاحے اُمت و اویسے طریقیت کا بھی حال سنیے!

حضرت خوند فیہ الدلیلین عطا ربیبہ مؤلف "تذکرہ اولیاء السیر" میں احمد و خرویدہ کی بیعت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں جو خراسان کے معتبر مشائخ و مشہور زوہد و عابد تھے، سلطان واریت و مقبولان قربت میں سے تھے و ریاضات و عبادت میں مشہور اور صاحب تصانیف تھے اور آپ کے ایک ہزار مرید ایسے

تھے جو ہوا میں اڑتے اور پانی میں بہے تکلف چلتے تھے کہ ایک بار ایک درویش آپ کے یہاں مہمان آیا تو آپ نے ستر شمعیں روشن کیں۔ درویش نے کہا، مجھے یہ کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تکلف تصوف سے کچھ نسبت نہیں رکھتا، کہہ جاؤ اور جو چراغ میں نے خد کے لئے نہیں جلایا، اسے بجھا دو، اس درویش نے رات سے صبح تک پانی اور مٹی ن چراغوں پر ڈال مگر ایک بھی بجھ نہ سکی، اس سے دن ستر نصاریٰ ان کے ہاتھ پر شرب بہ اسلام ہوئے، اس کا حال اس طرح نکلا ہے کہ احمد خضر یہ نے خواب میں دیکھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا تو اب اس واسطے ستر شمعیں روشن کیں، تو ہم نے تمہارے لئے ستر دل نوریاں سے منار بر دیئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۷)

اس کے متعلق احیاء العلوم شریف کی یہ عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ موانعین کے دل منور ہوں اور مخالفین کی آنکھیں چکا چوند سے جلیں۔ امام حجت الاسلام محمد بن محمد مغزالی قدس سرہ العالی قبیل کتاب آداب الزکات میں فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الرَّوْثَبَارِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَجُلٍ اتَّخَذَ صِبَاةً فَأَوْقَدَ فِيهَا أَلْفَ سِرَاجٍ فَقَالَ الرَّجُلُ قَدْ أَسْرَقْتُ فَقَالَ لَهُ ادْخُلْ فَكُنَّا أَوْقَدَ مِنْهُ لَغَيْرِ اللَّهِ فَاطْفَعَهُ فَدَخَلَ الرَّجُلُ فَتَوَقَّعَ عَلَى طِفَاءٍ وَاجِدٍ مِنْهَا فَانْقَضَ۔

یعنی امام اجل عارف اکمل سند الاولیاء حضرت سیدنا امام ابو علی (رحمۃ اللہ علیہ) (کہ احمد اصحاب سید الطائفہ، جدید بغداد کی تاریخ سے ص ۳۲۲) میں آپ کا وصال شریف ہے، امام عارف باللہ استاد ابوالفتح سمقیری قدس سرہ نے رسالہ مبارکہ میں ان کی سبت فرمایا "أَطْرَفُ أَمْتِهِمْ وَأَعَمَّهُمْ بِالصَّبْرِ فَقَدْ حَكَاتِتْ فَرَمَاتِے ہیں کہ ایک بندہ صالح نے اسباب کی دعوت کی، اس میں ہزار

چراغ روشن کیے، کسی نے کہا، اسراف کیا صاحب خانہ نے فرمایا اندر آئیے۔  
معتز صاحب اندر گئے، جو چراغ میں نے غیر خدا کے لئے روشن کیا ہوا سے گل  
کر دیجئے ہر چند کوشش کی، ایک چراغ بھی نہ بجھ سکے، آخر قائل ہو گئے۔ اس  
سے معلوم ہوا کہ جو کام نیک نیتی سے کیا جاوے نام و نمود اور فخر و نظر نہ ہو تو پھر وہ  
کام ہرگز ممنوع نہیں اور جو کام لوگوں کے دکھانے اور تفاخر کرنے کے لئے ہو، وہ  
بے شک ممنوع ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ روشنی کے تین درجے ہیں، ایک بقدر حاجت  
ضروری لامدی، وہ اس قدر میں حاصل ہے کہ جیسے صحابہؓ جیہ شریعہ امر میں سمجھو  
کی شاخیں جد کر اپنی حاجت پوری کر یا کرتے تھے۔ اس میں مسجد کا فرش اور  
جائے سجدہ اور نمازی لوگ ایک دوسرے کو نظر آ جاتے تھے۔

دوم نیت کے لئے وہ فعل حضرت امیر المومنین عمرؓ کا تھا کہ تمام مسجد  
کثرت قنادیل سے چمک اٹھی، جیسا کہ فقہیہ اہلین کی عبارت سے ہم ثابت کر  
آئے ہیں کہ جیسا کہ تنبیہ فقہیہ ابواللیثؒ میں ہے رَأَى الْقَسَائِدَ تَزْهَرُ فِي  
الْمَسَاجِدِ اسی طرح سیرت حلبیہ وغیرہ میں ہے، غرض یہ کہ روایتوں میں لفظ تزهرو  
صیغہ مضارع موجود ہے اور وہ مشتق ہے زہور سے اور معنی اس کے صراخ میں  
لکھے ہیں، "زہور روشن شدن آتش و بار گرفتن آں"۔ بنا بریں ہم کہتے ہیں کہ یہ  
فعل امیر المومنین حضرت عمرؓ کا بلاشبہ قدر حاجت ضروری سے زیادہ تھا، لیکن  
یہ بھی ہے کہ قدر حاجت زینت سے زیادہ نہ تھا۔

سوم یہ کہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے حاصل ہو سکتی تھی مگر بلا غرض صحیح  
خواہ خواہ فخر و نمود و نمائش کے لئے روشنی میں مبالغہ کیا تو بے شک یہ اسراف ہے  
اور جس کسی نے منع کیا ہے اس قسم ثابت کیا ہے، یہ کہ قسم اول و دوم سے "وَلَا  
يَخْفَىٰ ذَلَالَتُكَ عَلَى الْمُقِيمِ" پس جو لوگ قسم اول و دوم سے بلا لحاظ نیت حرام و

بدعت کہہ دیتے ہیں، وہ بہت بڑی کج فہمی کی مرتکب ہوتے ہیں ان کو چاہیے کہ  
حضرت حمیم داری اور حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ وغیرہم کے معمول یہ  
کا ادب کریں کہ پہلے پہل بغرض زینت مساجد یہ فعل انہوں نے کیا جو قدر  
حاجت سے ضروریہ سے یقیناً قدر زیادہ تھی۔

حیرت ہے کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتے ہوں گے درودنہ نورانی  
آنحضرت ﷺ کے گرد اگر چہڑ اور فانوس اور ہزار ہا قنادیل دیکھتے ہوں گے، تو  
ان کی جھلکاتی ہوئی روشنی سے انکھیں بند کر لیتے ہوں گے، یہ کیا درودنہ نورانی  
غضب روضہ اطہر کی کما بینگی زیارت بھی کرتے ہوں گے یا نہیں۔

(حرره العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد، عفی عنہ) -

### رائل کمیشن کا بائیکاٹ (تاریخی نوٹ، برائے ریکارڈ)

خود غرضوں کے انوائسے بچو! ہندوؤں اور ہندو پرستوں کے فقر و غنا میں  
نہ آؤ۔ گزشتہ تجربوں سے سبق لو۔ اپنی ہستی ہندوؤں کے پیچھے بہا نہ کرو کمیشن  
کے بائیکاٹ کا نام نہ لو۔ اپنے حقوق کے مطالبے اور تحفظ کی تدبیر میں سستی و  
عفلت نہ کرو۔ ہڑتال وغیرہ سب فضول ہے، انکھیں بند کر کے اپنا نقصان نہ کرو  
..... والسلام۔





بسم الله الرحمن الرحيم

## کتاب الصوم روزہ کے مسائل

رمضان۔ رمضان سے مشتق ہے۔ اس کے معنی جلنے کے ہیں جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے وہ سخت گرمی کا مہینہ تھا اس لئے اس کا نام رمضان ہو گیا۔ حدیث میں آیا ہے۔ جون ترمض الفصل یا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ روزہ دار کے گناہ جل جاتے ہیں۔

### روزہ کی تعریف:

از روئے لغت صوم کے معنی امساک کے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق فرمایا:

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا ۝ (پ ۱۶، سورہ مریم، آیت نمبر ۲۶)

اس آیت میں صوم سے مراد محض بولنے سے رک جانا ہے اور عرف شرع میں روزہ یہ ہے کہ مسلمان بہ نسبت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رکھے۔ عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ یہ تو نفس روزہ کی تعریف ہے جس سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن روزہ کے کچھ آداب بھی ہیں جن کا لحاظ روزہ میں مزید حسن پیدا کرتا ہے۔ اسی بناء پر صلحا و صوفیاء نے روزہ کے عین درجے مقرر کیئے ہیں۔

# کتاب الصوم

## روزہ کے مسائل

تصنیف

امیر اہل سنت شایخ محمدی  
علامہ سید محمود احمد رضوی  
رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے  
امیر مرکزی دہلی مسلم واپار و تجارت



رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310

Tel: 042-37114729

Web: www.hizbulahnaf.com

روزہ کے تین درجے:

اول عام لوگوں کا روزہ وہ یہ ہے کہ کھانا پینا اور جماع کرنا ترک کر دے۔

دوم۔ خاص لوگوں کا روزہ وہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور باقی اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ اس کی تکمیل چھ چیزوں سے ہوتی ہے۔

(۱) آنکھ کو مذموم دیکر وہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو ذکر الہی سے غافل کرتی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا بُری نظر شیطان کے زہر آلود تیروں سے ایک تیر ہے۔ پس جو بُری نظر کو خوف الہی سے چھوڑے گا، تو اللہ تعالیٰ ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت قلب میں محسوس ہوگی۔

(۲) زبان کو بکواس جھوٹ، غیبت، فحش گوئی سے محفوظ رکھیے۔ عہد نبوی ﷺ میں عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ جان پر بن گئی۔ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ جو کچھ ان دونوں نے کھایا ہے۔ اس کو اس پیالہ میں تھے کر کے نکال دیں۔ چنانچہ ایک نے تھے کی توتھے میں آدھا خالص تازہ خون تھا اور آدھا تازہ گوشت اور دوسری عورت کی تھے میں بھی خون اور گوشت نکلا۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا، مگر اس کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا۔ ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا کر بیٹھی اور دونوں نے مل کر لوگوں کی غیبت کی۔ کسی آدمی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جو تھے میں نکلا وہی غیبت ہے۔

پتا تو آپ نے لکھ دیا ہے۔ یہ ہے فریڈرک شاپو کے والد اور سٹیف والد  
نورنگر کے شریک ہیں۔

۴) بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔

روزہ قبول ہوا لیکن اتنی کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

میں نے اس شخصیت کا روح یہ ہے کہ مذکورہ باتوں کے علاوہ اس کی خیرات سے پاک و صاف رہے۔ ہر لمحہ وہ اس خالق کا شکر ہی کی طرف لوٹتی رہے۔ ہاں سوائے اللہ کا خیال نہ آئے۔ اسی کے ذکر و فکر و مراقبہ میں اس کی رات گزر جائیں۔ یہ وہ فیروزہ و رام صدیقین و مفرحین و دولت ہے۔ کسی بزرگ نے اسی کیفیت کو یوں بیان کیا ہے۔

اَلْتُنِيْهَا يَوْمٌ وَلَكِنَّا فِيْهَا صَوْمٌ -

ترجمہ: دنیا کی عمر ایک دن ہے اور ہم اس میں روزے سے ہیں۔

روزے کب اور کس طرح فرض ہوئے:

نہار در رزقہ کی فرصت کے بعد اشعبہ معظمؒ میں سے مبارک  
 مہینے کے روزے فرض ہوئے۔ اس سے بیشتر ماضور یعنی دس محرم کا روزہ فرض  
 تھا۔ پھر اس کے بجائے مہینہ میں تین یا چار ہوتے پندرہویں کے  
 روزے فرض ہوئے۔ پھر اس کے بعد پندرہویں کے روزے فرض ہوئے۔ پھر اس کے بعد  
 پندرہویں کے روزے فرض ہوئے۔ پھر اس کے بعد پندرہویں کے روزے فرض ہوئے۔

بھی روزہ رکھنا بہتر قرار دیا تھا۔ کچھ زمانے کے بعد یہ اختیار منسوخ ہوا اور روزہ رمضان میں روزہ رکھنا اس حد تک واجب ہو گیا کہ اس میں روزہ رکھنا واجب اور روزہ نہ رکھنا حرام ہو گیا۔ اگر عشاء سے پہلے آدی سو جاتا تو اب بھی یہ تینوں باتیں حرام ہو جاتی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بعد نماز عشاء اپنے مکان پر پہنچے۔ خوشبو محسوس ہوئی جس سے قلب میں انبساط اور قوی میں اشتیاق پیدا ہوا۔ اہلہ محترمہ سے ہم بستر ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد عدو حکمی کے احساس سے طبیعت متاثر ہوئی اپنے نفس پر ملامت کرنے لگی اور روتے ہوئے بارگاہ شفیع الرحمہ میں حاضر ہوئے۔ واقعہ عرض کیا یہ سن کر مجلس میں کچھ اور حضرات بھی کھڑے ہوئے اور معذرت پیش کرنے لگے۔ جن سے اس قسم کا ارتکاب ہوا تھا۔ اس پر وحی نازل ہوئی اور پوری شب میں ہم بستر ہونا حلال فرما دیا گیا۔

قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ یہ مدینہ شریف کے باغات میں مزدوری کرتے تھے۔ شام کو کچھ کھجوریں لے کر مکان پر آئے اور اہلہ سے کہا کہ ان کے بدلے میں کسی سے آٹا لے لو۔ وہ پڑوس میں آٹا بدینے لگیں۔ یہ مارے تھکے تھے ہی، لیٹتے ہی فوراً آکھ لگی اور سو گئے۔ جب وہ واپس آئیں، انہیں سوتا دیکھ کر انہوں نے لگیں اور کہا نامرد ہے۔ کسی طرح رات گزری، صبح ہوئی، مگر ان کی حالت درست نہ تھی۔ جب دوپہر ہوئی تو بیہوش ہو گئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ بیان کیا گیا۔ وحی آئی اور غروب آفتاب سے آخر شب تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی وغیرہ)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اور اس کے متعلقات کے احکام و مسائل، مطابق مذہب حنفی بطور خلاصہ پیش کر دیئے جائیں تاکہ قارئین نفس

میں سے ان مسائل پر بحث ہو جائے۔

نصاب و ضوابط

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا۔ ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت مبارک ہے۔ اس میں ایک رات ہے (لکھتے القدر) جو ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب عظیم بنایا۔ جو شخص اس ماہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے گا۔ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ ماہ ممبر کا ہے اور ممبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ خوار کی کا ہے۔ اس میں رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا اس ماہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ روزہ ڈھال ہے۔ لہذا روزہ دار کو چاہیے کہ نفس بات نہ کرے۔ جہالت سے کام نہ لے کہ اگر کوئی شخص اس سے جھگڑے یا گالی دے تو وہ دوسرے کہہ دے "میں روزہ دار ہوں" نیز فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے، روزہ دار اپنا کھانا پینا اپنی خواہش سے میرے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، لیکن روزہ کا اجر اللہ تعالیٰ خود عطا فرمائے گا۔ غرضیکہ یہ ماہ برکتوں اور رحمتوں کا خزینہ ہے۔ مسلمانوں کو فرض ہے کہ اس کی حرمت و عزت کو ملحوظ رکھیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام الہیہ کی پابندی کریں۔ دن میں تورا اور ہوٹل بند رکھیں۔ زیادہ وقت تلاوت قرآن، ذکر الہی اور درود شریف کے ورد میں گزاریں اور بخیر و اللہ خصوص قلب کے ساتھ ملک و ملت





غروب آفتاب تک اسے کو قصداً کھانے پینے جہت سے باز رکھنا روزہ ہے۔ عورت کا حیض وغاس سے جاری ہونا شرط ہے۔ رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کے ساتھ ہر روزہ دار پر یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ دوسرے کھانے پینے اور معاشرت ہی سے اجتناب نہ کرے۔ بلکہ قوں و فعل، عین دین و رد غیر معاملات میں بھی پرہیزی اختیار کرے جیسا کہ لَعَنَکُمْ تَتَقَوُّوا سے ظاہر ہے روزہ میں آدمی ہاتھ پاؤں کو کسی بھی بڑے کام کے لئے حرکت نہ دے۔ گان گلوچ غیبت جیسی خرافات رہن پر نہ لائے۔ نہ کان میں پڑنے والے کی آکھ بھی غیر شرعی کام کی طرف نہ دھے۔ بلکہ انسان تقویٰ کا نمونہ بن جائے۔ اگر رمضان المبارک کے روز ان قیود شرعیہ کو مد نظر رکھ کر پورے کے جائیں تو ختم رمضان پر تقویٰ و پرہیزگاری کا پیدا ہو جانا لازمی امر ہے۔

### روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر:

جب آدمی ایسا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے جان جانے یا مرض کے بڑھے یا دیر پا ہو جائے گا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ جب صحت ہو جائے قضاء کرے۔ یہاں پر یہ کہ روز بروز کمزور ہو گا نہ اب روزہ رکھنے پر قادر ہو نہ بظاہر آئندہ قادر ہو سکے گا۔ ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہ بوڑھا شخص جو فدیہ دیتا رہا۔ پھر روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ دیتا رہا۔ پھر روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ نفل ہو گا اور روزہ کی قضاء لازم ہے۔ جو ایسا مرض یا بوڑھا ہو کہ گرمیوں میں روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو اب افطار کرے۔ جازوں میں رکھے۔ حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت جب انہیں اپنی ذات یا بچہ کا اندیشہ ہو تو ان کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن قضا لازم ہے۔

### روزہ توڑنا گناہ ہے:

روزہ رکھ کر بد عذر شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے ہاں اگر ایسا بیمار ہو گیا کہ روزہ نہ توڑنے سے جان کے جانے کا خطرہ ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا احتمال قوی ہو یا ایسی شدید پیاس لگی کہ مر جانے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ البتہ صحت ہو جانے پر قضا لازم ہے۔

مسئلہ جن کا روزہ فاسد ہو جائے ان پر اور حیض و نفاس والی پر جب دن میں پاک ہوں نابالغ پر جب دن میں بالغ ہو۔ مسافر پر جب دن میں مقیم ہو واجب ہے کہ پورے دن روزہ دار کی طرح رہیں۔ مسئلہ نابالغ جو بالغ ہو کافر جو مسلم ہو ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں۔

### روزہ کے مکروہات:

کسی چیز کا بد عذر چکھنا چبانا یا اس طرح حلق سے نیچے نہ اترے۔ جھوٹ چغلی، غیبت، گالی گلوچ، کوسنا، ناحق ایذا دینا، بے ہودہ فضول بکن، چیخ چلانا، کسی بھی خلاف شرع کام میں مصروف ہونا، منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگل جانا، کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے سے مبالغہ کرنا۔ یہ تمام امور مکروہات روزہ سے ہیں۔ اگرچہ ان باتوں کے ارتکاب سے روزہ فاسد نہیں ہوتا تاہم جب آدمی نے روزہ رکھا ہے جو ایک قسم کی مشقت ہے۔ بھوک کی تکلیف اٹھا رہا ہے تو مذکورہ بالا چیزوں سے پرہیز ہی کرنا چاہیے تاکہ روزہ کے ثواب میں اضافہ ہو۔

### ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا:

بھول کر کھانا پینا، جماع کرنا، بلا اختیار روزہ بھول، بکھری یا مچھر کا حلق میں چلا جانا بوقت غسل کان میں پانی کا پڑ جانا، خود بخود قے آ جانا، خواہ منہ



مسئلہ: تراویح کے بعد لوگوں کو بیٹھنا ناگوار ہو تو نہ بیٹھیں۔

مسئلہ اگر اپنی مسجد میں ختم قرآن نہ ہو یا جماعت تراویح نہ ہو یا دوسری جگہ امام خوش الحین خوش عقیدہ صحیح خواص تتبع سنت ہو اور ان وحود سے مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائے جائز ہے۔

مسئلہ: ایک امام کو دو مسجدوں میں پوری تراویح پڑھانا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی تو اس کو وتر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ وتر ادا ہو جائیں گے۔

۲۰ رمضان المبارک کی عصر سے عید کا چند دیکھنے تک اعتکاف کرنا سنت  
مؤکدہ کفایہ ہے۔ یعنی تمام شہر کے یا تمام محلہ کے مسلمانوں سے ایک شخص بھی اگر  
اعتکاف کرے گا تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے گو ثواب سے محروم رہیں گے  
لیکن ترکِ سنت کا الزام کسی پر نہ رہے گا۔

مسئلہ۔ بعد نیت اعتکاف حد مسجد سے نکلنا۔ بجز انسانی حاجتوں اور شرعی

افطیر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّى لَكَ صُمْتُ وَهَكَ اٰمَنْتُ وَعَنْهَيْتُ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ  
اَفْطَرْتُ فَاعْزِلْنِىْ مَقَدِّمَتِىْ وَمَا اَخَّرْتِىْ۔

۲۰ رکعت تراویح ہر غیر معذور مرد و عورت کے لئے سنت ہے۔ مستورات گھر میں پڑھیں اور مردوں کے لئے مسجد میں جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ نیت سنت تراویح کریں تراویح کا وقت فرض عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ قبل وتر پڑھیں یا بعد وتر پڑھیں۔ مسئلہ ہر چار رکعت تراویح کے بعد بقدر چار رکعت بیٹھنا اور تسبیح و تہلیل یا زود شریف پڑھنا مستحب ہے جامع الرموز میں تین بار اس تسبیح کا پڑھنا مستحب لکھا ہے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَكُونِ سُبْحَانَ ذِي الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَلَهُبِيَّةُ  
وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبَرِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ حَنِيفِ الْعَرَبِ الَّذِي لَا يَمُوتُ  
وَلَا يَمُوتُ رَبُّ رَبِّ الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَلَسْتَكَ





### تحفہ الوداع:

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جمعہ کا دن سید الایام اور تمام دنوں سے افضل ہے، آپ نے فرمایا جس شخص کا یہ دن سلامتی و رحمت و عبادت و ریاضت میں گزرا اور اللہ تعالیٰ اسے ہفتہ بھر کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے گا۔ ایک حدیث میں ہے الْجُمُعَةُ عِمْدٌ لِلْمُسْلِمِينَ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے۔ جمعہ اور عید میں بہت سے امور مشترک ہیں۔ جمعہ کے دن غسل کرنا، اُحلا لباس پہننا اور خوشبو لگانا سنت ہے اور یہ چیزیں عید کے دن بھی مستنون ہیں۔ جمعہ اور عید دونوں میں باجماعت دو دو رکعت ہیں دونوں میں اجتماعیت ہے اور خطبہ لازمی ہے۔ جمعہ کی قضا ہے نہ عید کی اگر جماعت فوت ہو جائے تو تنہا آدمی جمعہ ادا نہیں کر سکتا۔ جمعہ قضا ہو جائے تو ظہر پڑھی جائے۔ قرآن مجید میں جمعہ کے احکام سورہ جمعہ میں بیان ہوئے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت آتی ہے جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ ساعت نماز عصر کے بعد آتی ہے اور اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مغرب کی نماز کے انتظار میں لگا رہے۔ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اپنے مقصد کو پیش نظر رکھے۔ یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز کی دانگی کے لئے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اونٹ کے صدقہ کے برابر ثواب دیتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر جانے والے کو گائے کے صدقہ کے برابر ثواب دیتے ہیں۔ تیسرے نمبر پر جانے والے کو مینڈھے کے برابر۔ چوتھے نمبر پر جانے والے کو مرغی کے صدقہ کے برابر اور

مرتبہ اور سورہ غلامس تین مرتبہ تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان فرمادے گا اور اس سے عذاب قبر دور کر دیا جائے گا اور جنت میں نور کے چار ستون ملیں گے۔ ستون پر ایک ہزار عمل ہوں گے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ شب قدر میں فرشتوں کی چھ عتیں یکے بعد دیگرے نازل ہوتی ہیں اور حضرت جبرئیل مین علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک کو سید عالم ﷺ کے روضہ پاک پر نصب فرماتے ہیں۔ دوسرے کو بیت اللہ شریف پر۔ تیسرے کو بیت المقدس پر۔ چوتھے کو طور پر نصب فرماتے ہیں اور ہر مومن مرد اور عورت کے مکان میں داخل ہو کر اس کو سلام فرماتے ہیں۔ مگر ہمیشہ شراب پینے والے اور خنزیر کا گوشت کھانے والے اور رشتہ قطع کرنے والے اس سلام سے مشرف نہیں کیے جاتے۔ دوسرے فرشتے بھی ہر اس بندے کو سلام کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الہی میں مشغول ہو۔

حضرت ابوالحسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں رمضان شریف میں شب قدر پاتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار یا بدھ کو ہوتی ہے تو شب قدر تیسویں کو ہوتی ہے اور جب پیر کو پہلی ہوتی ہے تو اکیسویں شب کو شب قدر ہوتی اور جمعہ یا منگل کی پہلی ہو تو ستائیسویں رات کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو پچیسویں رات کو لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔

ہو سکتیں۔ اس کے لئے بہر حال ن فوت شدہ نمازوں کی قضا ضروری ہے۔

### عید کی سنتیں:

غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ لباس پہننا، عید گاہ کو پہنچنا  
جاننا، ایک راہ سے جانا اور دوسری راہ سے واپس ہونا، عید الفطر میں عید گاہ جانے  
سے قبل کوئی شیریں چغ کھجور وغیرہ کھانا (اسی بناء پر ہمارے ملک میں سویاں مردج  
جیں کہ کھانا شیریں ہو اور سنت بھی (داسو جائے) اور عید بھی میں قبل نماز کچھ نہ کھانا۔

### مباحات اور مستحبات:

صدقہ کی کثرت کرنا، ہاتھ دینا، خوشی کا اظہار کرنا، مصافحہ  
اور معاف کرنا۔

### عید کی نماز کا وقت:

عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدر نیز و بند ہونے سے زواں تک  
ہے۔ اگر نماز پڑھنے میں زواں کا وقت آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

### نماز عیدین:

عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل بالغ مقیم تندرست پر شہر میں واجب ہے۔  
گاؤں میں عید اور جمعہ کی نمازیں جائز نہیں۔ مگر وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شرعا  
شہر کا حکم رکھتے ہیں۔ ان میں جمعہ و عید دونوں کی نمازیں جائز ہیں۔ جمعہ اور عید  
دونوں کی نمازوں کی صحت اور ادا کی شرطیں ایک ہیں مگر یہ فرق ہے کہ جمعہ میں  
خطبہ فرض ہے اور عیدین میں سنت۔ دوم جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل ہے اور یہاں  
نماز کے بعد اگر کسی نے عید کی نماز سے حد خطبہ نہ پڑھایا نماز سے قبل پڑھ لیا

پانچویں نمبر پڑھنے والے کو ایک انگڑے کا تہہ برابر ہے۔ یہ نماز  
پہلی پہلی پڑھنے کے لئے کھڑا۔ باب ثانی میں ہے۔  
میں داخل و جات میں یہ صرف سجدی جائے نماز ہے۔ در نماز میں  
نہ اور وہ نہ یہ۔ باب ثانی میں ہے۔  
و لے کے دو تہہ ہیں۔ اس جوہر کے۔  
دیئے جاتے ہیں۔

نعمہ پاک کسی بھی ملتے کا دونوں کے لئے ہاضمہ برکت و رحمت  
اور وہ بابت و مفسرت ہے، لہذا ہمارے الہارک کا آخری جمعہ جو جمعہ  
اوداع کے نام سے مشہور ہے، نور علی نور و قرآن مجید میں ہے۔  
مسلمانوں کی طرف سے اوقات ہے عید و احسان کا نظم و منہج ہے۔ ان دنوں  
نبوہ و ہودہ جامع مسجد کی طرف مدح و تحسین کا بند ہے۔  
ہیں۔ یہ ملک ملائکہ انہیں اپنے جہرمت میں۔ یہ تین دنوں سے  
رحمت و مغفرت کی بارش ہوتی ہے۔ جمعہ و دن کا یہ مبارک دن ہے۔ ان دنوں  
مقبولیت کا دن ہے۔ اس دن امت مسلمہ کی فدا و بہبود و عام سلام و عزت  
و فخر کے لئے خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

### قضاء عمری:

بعض لوگ اس دن قضاء عمری نام کی کوئی نماز بھی ادا کرتے ہیں۔  
کے خیال میں عمر بھر کی قضا کی دو رکعت نفل سے ادا ہو جاتی ہیں۔  
عوام میں یہ خیال نامعلوم کیسے اور کہاں سے رواج پا گیا۔ بہر حال مسئلہ  
یہ ہے کہ جو نمازیں روٹی میں وہ جمعہ اوداع کی قضا عمری کے دو تہہ ہیں۔

دونوں صورتوں میں نماز تو ہوگئی مگر یہ شخص گناہگار ہوا۔

### کلمات تکبیر:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ -  
نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز کے فوراً بعد یہی تکبیر  
ایک بار کہن واجب اور تین بار کہنا افضل ہے۔ اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

### ترکیب نماز عید الفطر:

نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی چھ زائد تکبیروں کے  
ساتھ اس امام کے پیچھے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے پھر کانوں تک ہاتھ لے جا  
کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور شا پڑھے۔ پھر دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا  
کر تکبیر کہتے ہوئے چھوڑ دے۔ تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ  
کر ہاتھ باندھ لے اور بطریق معبود ایک رکعت پڑھے۔ دوسری رکعت میں بعد  
قرأت قبل رکوع تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتا ہوا چھوڑ دے۔  
چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع کرے اور حسب دستور نماز پوری  
کرے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ تمام مقتدی سنیں اور خاموش رہیں خواہ  
خطبہ کی آواز پہنچے خواہ نہ پہنچے۔ بعد خطبہ دعا مانگیں۔ سلام۔ مصافحہ و معانقہ کریں۔

### صدقہ فطر:

(۱) ہر صاحب نصاب پر اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے ۲ سیر تین چھن تک  
گندم واجب ہے۔ گندم کی قیمت بھی دے سکتے ہیں۔ اس کا مصرف  
وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔

(۲) ناپاخ اور بجنوں، کلب نصاب پر صدقہ فطر واجب ہے۔ ان کا سرپرست

ان کے مال سے ادا کرے۔

(۳) صدقہ ادا کرنے سے روزہ میں جو غنل واقع ہوا اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

(۴) عورت، کلب نصاب ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

(۵) صدقہ فطر فجر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے جو اس سے پہلے مر گیا

اس سے صدقہ واجب نہیں۔ اور جو اس سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ

واجب ہے۔

(۶) روز عید سے پہلے بھی صدقہ فطر کا دینا جائز ہے۔ وہ بوز حایہ مریض جس

سے روزہ ساقط ہو گیا ہے صدقہ فطر اس پر بھی واجب ہے۔

(۷) مستحب یہ ہے کہ فطرانہ عید گاہ جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

### شوال کے روزے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے عید الفطر کے بعد چھ

روزے رکھ لیے تو اس کو پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ ان روزوں کا

متفرق رکھنا افضل ہے اور اگر متواتر چھ روزے رکھ لیے تو بھی حرج نہیں۔



عقائد، عبادات، معاملات  
اخلاق، معاشرت سے متعلق قرآن وحدیث  
اور فقہ حنفی کی روشنی میں اساسی تعلیمات کا قائل مطالعہ مجموعہ

# مُصْطَفَا دین حنفی

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شاہ بخاری  
علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری  
(مدظلہ العالی، دارالعلوم دیوبند)

ترجمہ

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف ہنوی ایم اے  
امیر کراچی، دارالعلوم عربیہ اسلامیہ لاہور



رضوان کتب خانہ

منگھ پشور، ڈلاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310  
Tel: 042-37114729  
Web: www.hizbulahnaf.com

سُحَّانَ الَّذِي أَمَرَهُ بِعِبَادَةِ الْبَلَاءِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْعَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ  
الْأَلْفَصِيِّ الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْأَشْيَاءِ هُوَ السَّيِّعُ الْبَصِيرُ

# معراج الہدی

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شاہ بخاری  
علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری  
(مدظلہ العالی، دارالعلوم دیوبند)

ترجمہ

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف ہنوی ایم اے  
امیر کراچی، دارالعلوم عربیہ اسلامیہ لاہور



رضوان کتب خانہ

منگھ پشور، ڈلاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310  
Tel: 042-37114729  
Web: www.hizbulahnaf.com





قرآن وحدیث اور فریقین کی معتبر مذہبی و تاریخی کتب سے  
صحابہ کرام خصوصاً حضرات خلفاء راشدین علیہم الرحمۃ والرضوان  
کے فضائل و مناقب دینی و ملی خدمات اور انکی سوانح حیات

# شانِ محمدیہ

تفہیم لین

شاہ محمدی علامہ محمد رفیع الرحمن صاحب دینی خدمت  
امام شاہ محمد رفیع الرحمن صاحب دینی خدمت

مترجمہ مصطفیٰ بنی ہاشم  
بنو علی و آلہ و انبیاء و اولاد



رضوان کتب خانہ

کتابچہ بخش روڈ لاہور

Cell 0300-8038838, 0300-9492310  
042-37114729



کی یادگار  
تصانیف

ابو الیاس شجاع بخاری  
طالع سید محمود احمد زوی محدث الہدی  
میر شفیق الحدیث کوئی دہ سو مرتبہ لکھت

مراجعاتی

مختصر

برکات السلام

مقام مصطفیٰ

فیوض الہامی

شہان مصطفیٰ

دوشینی

شہر صحیح بخاری

شہان صحابہ

سلاطین قریبت

دین مصطفیٰ

سیدی البکرا

لمعات شکر

روح ایمان

بطیر

مسائل نماز

گنج بخش روڈ لاہور  
9300-8038838 فون 042-37154729  
www.hizbulahnaf.com ویب سائٹ

ضوان مکتب خانہ

